ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۰ جنوری ۱۹۵۶
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین
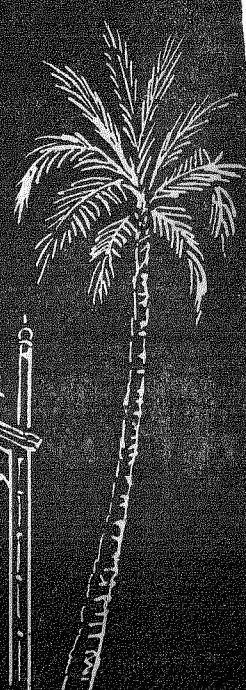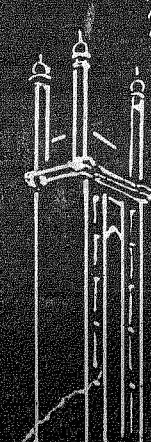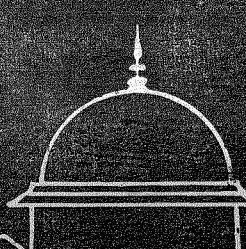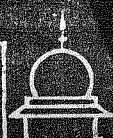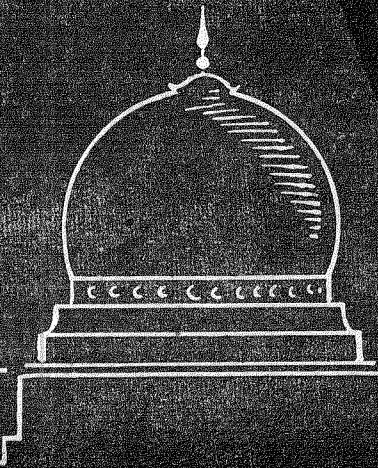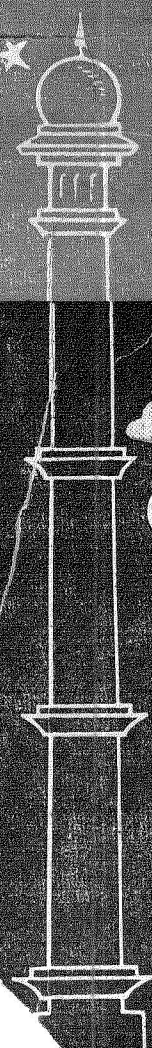
فہرست مضامین

حکایات الصالحین :

مخدومنا و مرشدنا

حضرت سیّد محمّد بقاء صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ سیّد مشتاق حسین صاحب بخاری)

وطن مالوف اور نسب آپ کا وطن قصبہ پیر پگارہ تحصیل روہڑی ضلع سکھر تھا۔ آپؒ حضرت امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

بیعت کہتے ہیں کہ آپؒ کے قصبہ سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر موضع پریاں لوئی شریف میں بزرگ حضرت مخدوم محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ آپ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فیوضات سے سرفراز ہوئے۔ ایک مرتبہ آپؒ نے حضرت مخدوم صاحبؒ سے درخواست کی کہ مجھے سلسلۂ بیعت میں داخل فرما لیا جائے۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ ایک صاحب دل بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور وہ بزرگ عنقریب آپ کے پاس پہنچیں گے۔ جب آپؒ نے ان کی علامات دریافت کیں تو مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ آپ کو کوئی مردہ چیز زندہ کر کے دکھائیں گے۔ حضرتؒ اس علامت سے بہت مطمئن خاطر ہوئے۔

حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانی ثانیؒ خامس جب سندھ کی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے روہڑی میں جلوہ افروز ہوئے۔ تو آپ کی ملاقات حضرتؒ سے ہوئی۔ حضرتؒ بہت ہی مہمان نواز تھے۔ آپ سیّد عبدالقادر جیلانی خامسؒ کے حضور میں کھانا لیکر حاضر ہوئے جس میں مچھلی بکی ہوئی شامل تھی۔

حضرت سید صاحبؒ نے فرمایا میاں محمد بقاء مچھلی تو زندہ ہے۔ آپؒ نے عرض کی حضرت میں تو پکوا کر لایا ہوں۔ حضرت سیّد صاحبؒ جب ذرا توجہ فرمائی تو مچھلی اچھل کر باہر آن پڑی۔

حضرتؒ نے سیّد صاحبؒ کے دست مبارک پر بوسہ دیا اور بہت خوش ہو کر عرض کی کہ حضرت میں ...ت سے آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ آج ...اللہ تعالے کی مہربانی سے آپ کی زیارت سے ...ف ہوا ہوں ... مجھے سلسلۂ بیعت میں داخل ... ہدایت کے راستے کی طرف رہنمائی فرمائیں ...احبؒ نے آپ کو اپنے حلقۂ مریدان ...ور توجہ ظاہری اور باطنی سے ...

... اس وقت گھر بار چھوڑ ... اختیار فرمائی اور

بہت دور دراز مقامات تک حضرت سیّدؒ کی خدمت میں حاضر رہے۔

جب حضرت سیّد پیر کوٹ شریف میں رونق افروز ہوئے تو حضرت کو اس وقت اپنے مکان کی طرف کشش ہوئی اور حضرت سیّدؒ سے یہ وعدہ کیا کہ گھر سے ہو کر پھر حاضر خدمت ہوں گا۔ حضرت سیّدؒ نے رخصت کرتے وقت فرمایا۔ کہ وہاں سے مسواک ہمراہ لیتے آئیں۔ حضرتؒ کئی دن تک گاؤں میں قیام فرما رہے۔ لیکن مرشد کی کشش نے چین نہ لینے دیا اور پاپیادہ گھر سے چل دیئے جب آپ رشید پور جو کہ پیر کوٹ سے تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے تو آپ کو حضرت سیّدؒ کی ارشاد کا فرمودہ مسواک یاد آگئی۔ آپ بہت پریشان ہوئے۔ کہ اگر سیّدؒ نے دریافت فرمایا تو کیا جواب دوں گا۔ راستہ ہی سے واپس تشریف لے گئے اور پھر ساری منزل پاپیادہ سفر فرمایا۔ اس دور دراز سفر میں ہزاروں عمدہ مسواک کے مقام آئے۔ لیکن چونکہ حضرت سیّدؒ کا ارشاد تحصیل روہڑی شریف کی مسواک کے متعلق تھا اس لئے وہاں پہنچے اور مسواک لے کر پھر پیر کوٹ کا ارادہ فرمایا۔ حضرت سیّدؒ کو کشف کے ذریعے یہ سب حالات معلوم ہو چکے تھے۔ جب حضرتؒ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا کہ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ حضرت نے عرض کیا حضرت! یہ تکلیف نہیں بلکہ تفریح تھی حضرت سیّدؒ نے شفقت سے گلے لگایا اور ظاہری اور باطنی فیوض سے سینہ کو آراستہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب میں آپ کو اور آپ کی اولاد کو اس دور دراز سفر سے معاف کرتا ہوں۔ حضرت چند روز پیر کوٹ شریف میں تشریف فرما رہے۔ اور تعلیم اذکار و افکار سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

ایک دن حضرتؒ نے شادی کے متعلق اظہار کراہت فرمایا تو حضرت سیّدؒ نے دریافت فرمایا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ عرض کی کہ حضرت! اس بات کا علم نہیں کہ اولاد اچھی ہو یا بُری۔ اگر بُری ہوئی تو بزرگان کے نام کو بھی دھبہ لگا دے گی۔

حضرت سیّدؒ نے فرمایا کہ آپ شادی ضرور کریں۔ انشاء اللہ آپ کی اولاد میں بزرگ پیدا ہوں گے۔ ان میں غوث اور قطب بھی ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رخصت کرتے وقت حضرتؒ کو آپ کے مرشدؒ نے چند تبرکات بھی عنایت فرمائے۔ حضرت نے وطن مالوف میں پہنچ کر نکاح کیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیّد محمد راشد اللہ صاحبؒ کو اللہ تعالے نے درجۂ غوثیت عطا فرمایا۔

آپؒ کا مزار مبارک پیر گوٹھ پگارو ضلع سکھر (سندھ) میں واقع ہے۔

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرّہ ذرّہ میں ہے ذوقِ آشکارائی

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

اقبال

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد (۱) | یوم جمعہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۵۶ء | نمبر ۳۶

مسودہ آئین پاکستان

الحمد للہ پاکستان کے آئندہ دستور کا مسودہ مجلس دستور ساز میں پیش کر دیا گیا۔ اس موقع پر اراکین دستور یہ دوہری مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ایک تو گذشتہ ۸½ سال میں پہلی دفعہ انہوں نے مسئلہ آئین کی زیادہ سے زیادہ شقوں پر متفق الرائے ہونے کا اظہار کیا ہے۔ اور دوسرے کتاب اللہ اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قانون کا معیار بنایا ہے اور آئینی طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ جمہوریہ پاکستان اسلامی ہوگی۔ اور اس کا سربراہ مسلمان ہوگا۔ چنانچہ مسودہ کے حصہ ۱۲ (CHAPTER XII) میں یہ مذکور ہے "کوئی ایسا قانون نافذ نہ کیا جا سکے گا جو ان اسلامی احکام کے منافی ہو، جو قرآن مجید اور سنت رسول میں موجود ہیں۔ اور موجودہ قوانین کو بھی کتاب و سنت کے مطابق بنایا جائے گا"۔ اسی حصہ میں یہ بھی موجود ہے کہ نفاذ دستور سے ایک سال کے اندر اندر ایک کمیشن کے ذریعہ اسلامی قوانین وضع کئے جائیں گے۔ اور موجودہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا جائے گا۔ تمام فرقوں کے اطمینان کے لئے یہ گنجائش بھی مہیا کر دی گئی ہے کہ کتاب و سنت کی جس تفسیر و تاویل کو وہ اپنے شخصی قوانین کے لئے معتبر قرار دیں گے وہی تاویل و تفسیر ان کے معاملہ میں مدنظر رکھی جائے گی۔ پاکستان کا رئیس مملکت اسلامی تحقیق و تعلیم کے لئے ایک ادارہ منظم کرے گا۔ جو مسلم معاشرے کو صحیح اسلامی بنیادوں پر تعمیر کرنے کی کوشش کرے گا۔

ایسا مسودہ آئین پیش کرنے پر جس میں قرآن اور سنت کا گونا تحفظ موجود ہے۔ ہم داد دینے میں کسی بخل سے کام لینا نہیں چاہتے۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم ان کوششوں میں برکت دے جو اس کے دین کے احیاء اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کے لئے ہو رہی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بعض گوشوں سے دبی زبان سے اس مسودہ آئین کی مخالفت بھی ہو رہی ہے۔ حصہ ۱۲ کے علاوہ جس شق پر بھی تنقید ہو ہمیں گوارا ہے۔ لیکن اس مخصوص حصہ میں مسلمانان پاکستان کسی کو بھی ردّ و بدل کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ کیونکہ صرف اسی حصہ کے وجود کے لئے وہ گذشتہ پندرہ سال سے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں۔ مذہب اور اپنا علیحدہ آئین رکھنے پر ہی مسلمانان برصغیر تین حصوں میں بٹے۔ ان ہی بنیادوں پر (تقسیم ملک کے وقت) مسلمانوں کو جانی۔ مالی اور ملکی قربانیاں دینی پڑیں۔ صرف علیحدہ آئین قائم کرنے کی غرض سے ہی چار کروڑ مسلمانان بھارت کو مجبور و محکوم اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اگر اس کے بعد اسلامی نوع کے آئین پر اعتراض ہوتا ہے۔ تو نہ صرف یہ خدا تعالےٰ اور رسول اکرم سے بغاوت ہے۔ بلکہ قوم سے غداری بھی! ہم دستور اسلامی کے مسلمان مخالفین سے بالخصوص یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلامی طرز کے آئین کی مخالفت کرتے ہوئے اپنا دینوی اور اخروی انجام سوچ لیں۔ اسلامی آئین انشاءاللہ ان کے روکے سے نہیں رکے گا۔ لیکن وہ عنداللہ اور عندالناس مطعون ہو جائیں گے۔ جہاں تک اس آئین پر غیر مسلموں کے اعتراضات کا تعلق ہے ہم انہیں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ان سے سوال کرتے ہیں کہ قانون ہند ۱۹۳۵ء میں ان کے حقوق کے تحفظ کا کون سا لحاظ رکھا گیا جو اسلامی دستور میں نہ ہوگا۔ اسلام کی تاریخ ان سے مخفی نہیں۔ اگر اسلام اصولی طور پر روا داری بلکہ فراخ دلی کی تلقین کرتا ہے۔ تو مسلمان اس سے بھی دو قدم آگے ہو کر عملی طور پر خندہ پیشانی اور کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر مسخ شدہ تاریخ سے قطع نظر کریں تو ایک بھی مسلمان سلطان غیر مسلموں سے بدسلوکی اور تنگ نظری کرتا ہوا نہ ملے گا۔ بلکہ انہیں تو مسلمانوں سے بھی زیادہ آئین اسلامی کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسی آئین میں وہ سب سے بہتر شہری بن سکتے ہیں۔

کیا تاریخ گواہی نہیں دیتی ہے۔ کہ جب مسلمانوں نے کسی شہر کو خالی کیا تو غیر مسلم رو دیتے اور ان کی واپسی کے لئے دعائیں کرنے لگے۔ کیا شواہد موجود نہیں۔ کہ اگر مسلمان مجبوری سے ان کی حفاظت نہ کر سکے تو ان سے وصول شدہ ٹیکس واپس کر دیئے گئے۔ کیا دنیا کی سیاسی تاریخ میں سب سے پہلے ہوم رول اور سیلف گورنمنٹ دینے والے مسلمان نہیں تھے۔ خدا کرے صحیح معنوں میں اسلامی آئین جلد از جلد بنے۔ تاکہ ہمارے غیر مسلم بھائیوں پر

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(از ماسٹر اللہ دتا صاحب کرتو پنڈوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

حق تعالیٰ اہل کتاب کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یعرفونہٗ کما یعرفون ابناءھم اور مشرکین کے حق میں فرمایا۔ یعرفوا رسولھم فھم لہٗ منکرون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین آپ کی اور آپ کے دین کی حقانیت کے دل سے قائل تھے۔

اسلام کے واجبات اور فرائض حفظِ صحت

جرمنی کے مشہور علمی رسالہ "دی ہائیف" میں نامور جرمن فاضل اور مستشرق علامہ جوا کیم ری لیف نے اسلام کے واجبات اور فرائض صحت پر ایک نہایت قابلِ قدر مضمون لکھا ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ:-

"دین اسلام کے اصول و عقائد و قواعد کو اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ حقیقت دن کی روشنی کی مانند ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ موجودہ مسلمان ان کی پابندی سے کوسوں دور ہیں۔ اور اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اولوالعزم روح پردۂ غیب سے شہود میں آئے۔ جو ان کو از سرِ نو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے۔ تو اس میں کلام نہیں کہ ان کی قوت کا طرۂ افتخار آسمان تک جا پہنچے۔ اور سیاسی اعتبار سے نہ سہی۔ اخلاقی اجتماعی اور عملی پہلو سے وہ دنیا کی بساط پر ایک نہایت اہم مہرہ بن سکتے ہیں۔ مجھے اس وقت اسلام کی سیاسی اہمیت سے سروکار نہیں۔ بلکہ میں صرف اس کے ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر اس وقت تک کسی یورپین نے غور نہیں کیا۔ یہ پہلو ان احکام و قوانین سے تعلق رکھتا ہے۔ جو قرآن حکیم نے حفظانِ صحت اور تندرستی کے متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں۔

میں نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی پر قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے۔ اگر ہم شاندار مگر سادہ واجبات و فرائض حفظانِ صحت پر نظر کریں۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں۔ اور پھر اس امر پر غور کریں۔ کہ اُن کی پابندی کرنے والوں کو جنت الفردوس کے مستحق قرار دیتے ہیں۔ اس کی کیا حکمت ہے تو ہم پر روشن ہو جائے گا۔ کہ اگر یہ صحیفہ آسمانی اور کلام ربانی ساکنان ایشیا کو نہ ملتا۔ تو یہ شاداب خطہ زمین یورپ کے حق میں اور بھی بلاخیز ہو گیا ہوتا۔ اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف و صریح ہدایات کو نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے۔ غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں۔

غسل میں تمام جسم وضو میں اُن اعضا کا پاک صاف کرنا ضروری ہے۔ جو عام کاروبار یا چلتے پھرتے کھلے رہتے ہیں۔ منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک سے صاف کرنا ناک کی اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دور کرنا۔ یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں۔ اور ان واجبات کی بڑی شرط آبِ رواں کا استعمال ہے۔ جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لحم خنزیر اور بعض ممنوع جانوروں کے اندر امراض ہیضہ وغیرہ کا خطرہ دریافت کر لیا تھا۔ حیوانات کے ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے۔ وہ بہت ضروری اور اہم ہے۔ گرمی اور حدت جانوروں کے خون میں مواد فاسد پیدا کرتی ہے۔ اور ہزارہا ایسی بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔ جو نسل انسانی کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے جانوروں کا خون جراثیم پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے ذبح کرنے کے عمل میں جانور کے خون کا کثرت سے خارج ہونا لازمی ہے۔ غسل اور وضو سے جو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اور حفظ صحت کی ان دو شرطوں کے بعد تیسری اہم قابلِ قدر شرط ورزش جسمانی کی ہے۔ یہ شرط نہایت آسانی کے ساتھ ادائے نماز میں پوری ہوتی ہے۔

نماز میں قیام و رکوع و قعود و سجود کی حرکات اعلیٰ حکمت عملی اور تدبر پر مبنی ہیں۔ اگر اہل یورپ میں اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لئے نئی نئی ورزشیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں۔ ایشیا کے گرم ملک میں انسانی جسم کے اندر چربی کافی ہوتی ہے۔ اور سجدہ میں دونوں ہاتھ۔ اور دیگر اعضاء۔ ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا اور سمیٹنا نامناسب فربہی مضرتوں کو دور کر دیتا ہے۔

شعاعِ امید!

ازجناب منظور سعید صاحب جالندھری

ماحول کو اک تازہ فضا ملنے لگی ہے
بوڑھوں کو جوانوں کی ادا ملنے لگی ہے

گرمایا ہے پھر خونِ مسلماں کو کسی نے
بجھتے ہوئے شعلے کو ہوا ملنے لگی ہے

یہ عہد ہے شاید کسی خورشید صفت کا
جس عہد میں ذرّوں کو ضیا ملنے لگی ہے

سینوں میں اخوت کا سرور آنے لگا ہے
نظروں کو محبّت کی جلا ملنے لگی ہے

مائل بہ کرم اہل کرم کچھ تو ہوئے ہیں
اے اہلِ وفا دادِ وفا ملنے لگی ہے

آزاد منش گائیں گے آزادی کے نغمے
خاموش عنادل کو نوا ملنے لگی ہے

مجبور سمجھتی تھی جنہیں عقل تمہاری
دیکھو انہیں توفیقِ خدا ملنے لگی ہے

پھر شہر خموشاں میں ہے اک شورِ قیامت
"از خواب گراں خیز" صدا ملنے لگی ہے

سرمایہ پرستی کی وبا پھیل چکی تھی
صد شکر ہے صد شکر، دوا ملنے لگی ہے

حق دار غریبوں کا لہو چوسنے والو
ہے دورِ مکافات سزا ملنے لگی ہے

مانا کہ ہو تم نیک بھی اور پاک بھی لیکن
ہشیار کہ اب تم کو جزا ملنے لگی ہے

انجام تصادم کا خدا جانے کہ کیا ہو!
اب آنکھ سے پھر آنکھ ذرا ملنے لگی ہے!

مجلسِ ذکر

آج مؤرخہ ۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ـــ اما بعد۔

اس مجلس کے بعد میں کچھ نہ کچھ اس لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ میری اور آپ کی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ قبر جو آخرۃ کی ڈیوڑھی ہے۔ وہ بہشت کا باغ بن جائے۔ اور دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔ آمین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے:۔

بارگاہِ الٰہی میں قبولیّت کی علامتیں

سب سے پہلے اپنا امتحان لیا کیجئے کہ کیا ہم بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں یا نہیں۔ اس کے بعد بال بچوں کی فکر کیا کیجئے۔ اور ان کے اندر یہ علامتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ سورہ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ)

جیسے بال بچوں کی ضروریات زندگی مہیا کرنا مرد کے ذمہ ہے۔ اسی طرح ان کی اصلاح نفس بھی اس کے ذمہ فرض ہے۔ اگر کسی کی بیوی بیمار ہو جائے وہ یا تو اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا۔ یا ڈاکٹر کو اس کے پاس لائے گا۔ لیکن اگر وہ نہ یہ کرے اور نہ وہ تو یہی کہا جائے گا کہ وہ ظالم ہے۔ حالانکہ اسے توفیق بھی ہو۔ یہی حال روحانی بیماری کا ہے۔ اگر کسی کے بال بچے روحانی مریض ہوں۔ اور وہ نہ طبیب روحانی کے پاس لے جائے اور نہ طبیب روحانی کو ان کے پاس لائے۔ تو بھی کہا جائے گا کہ وہ ظالم ہے۔

ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے۔ ان کی موجودگی میں میں نے تقریر کی حضرتؒ نے پانچ روپیہ چندہ بھی دیا اور خلیفہ شہاب الدین سے فرمایا کہ تم ان کی تقریر لکھ کر چھپوا کیوں نہیں۔ تاکہ باہر کے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں۔ یہ ان کی دعا کی برکت ہے کہ جب تک تو لاکھ سے زائد رسالے چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کئی مطبوعات بھی ہیں۔

گھر کا بڑا ذمہ دار آدمی اگر بیمار ہو۔ تو بھی بال بچوں کی قوت لایموت پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں اگرچہ روحانی بیمار ہوں۔ لیکن میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے کچھ نہ کچھ آپ کی خدمت میں عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اب میں بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی علامتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) اللہ تعالےٰ سورہ بقرہ رکوع ۲۰۔ پارہ ۲ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ (ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے بعض اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنا لیتے ہیں۔ پھر ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں۔ جس طرح اللہ سے کرنی چاہیئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالےٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔)

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں قبولیت کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کی محبت سب سے زیادہ ہو۔ محبت کا پتہ تب چلتا ہے کہ محبوب ایک طرف بلائے اور اس کے مخالف دوسری طرف کھینچیں۔ اگر اس نے محبوب کا کہا مانا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو اس سے محبت ہے اگر مخالفین کی بات پر عمل کیا تو اس کا دعوےٰ محبت غلط قرار دیا جائے گا۔ اگر انسان اپنے نفس بیوی۔ اولاد اور برادری کے مقابلہ میں خدا کی رضاء کا خیال رکھتا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اس کو خدا سے محبت ہے۔ اس کی یہی کوشش ہو گی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہو جائیں۔ باقی کوئی راضی رہے یا نہ رہے۔ یہ اللہ تعالےٰ سے محبت کے نتائج ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سب سے زیادہ اپنی محبت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العلمین آمین۔

(۲) دوسری علامت ہے کہ متعلقات محبوب کی دل میں عزت ہو۔

اگر اللہ تعالےٰ سے محبت ہو جائے تو پھر اس کی طرف جس چیز کی بھی نسبت ہوتی ہے وہ بھی محبوب ہو جاتی ہے۔ سورہ الحج رکوع ۴ پارہ ۱۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (ترجمہ:۔ اور جس نے شعائر اللہ کی تعظیم کی۔ پس یہ چیز دل کی پرہیزگاری میں سے ہے)

ہر قوم کا اپنا شعار ہوتا ہے۔ مثلاً انگریز کے ابتدائی دور حکومت میں یہاں ترکی ٹوپی مسلمان کا شعار تھا۔ سر پر بودی ہندو کا شعار تھا۔ ہیٹ انگریز کا شعار تھا۔ اگر کوئی ہندوستانی ہیٹ پہن لیتا تھا۔ تو لوگ اسے کہتے تھے کہ یہ کرسٹان ہو گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ چار ہیں:۔

(۱) کتاب اللہ (۲) رسول اللہ (۳) بیت اللہ (۴) الصلوٰۃ۔

دنیا میں کتابیں بے شمار ہیں۔ لیکن اس وقت قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ کتاب اللہ کا نام سنتے ہی ذہن فوراً قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ حضرت مولینا عبد اللہ صاحب لغاری ساکنہ سانگھڑ نے مجھے ایک معمر شخص کا واقعہ سنایا جو ان کے پاس پڑھنے کے لئے آیا۔ پچھلے دنوں جب میں سندھ گیا تھا تو مولینا عبد اللہ صاحب لغاری کے ہاں ایک نوجوان نے مجھے بتلایا کہ وہ معمر شخص میرا چچا تھا۔ وہ شخص سر پر قرآن مجید اٹھائے جنگل میں جا رہا تھا کہ اسے ایک گڈریا ملا۔ جب گڈریا نے اس سے پوچھا کہ تمہارے سر پہ کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ کلام اللہ ہے سندھ میں زیادہ تر قرآن مجید کو لوگ کلام اللہ کہتے ہیں۔

گڈریا نے کہا کہ مجھے کلام اللہ پڑھ کر سناؤ۔ اس شخص نے کہا کہ میرا وضو نہیں ہے۔ جہاں پانی ملے گا وہاں وضو کر کے تمہیں سنا سکتا ہوں۔ گڈریا اپنے مویشی چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب پانی ملا تو اس نے وضو کر کے قرآن مجید پڑھ کر اس کو سنایا۔ گڈریا نے پھر پوچھا کہ یہ تو بتلاؤ اللہ تعالےٰ ہم سے کیا چاہتے ہیں تاکہ ہم اسی طرح عمل کر کے اس کو راضی کر سکیں۔ یہ شخص خود بھی قرآن دان نہ تھا۔ اس لئے اس کہنے لگا۔ کہ کلام اللہ کا مطلب تو مجھے بھی نہیں آتا لیکن

گدڑیا کی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی ~

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے!

اسی دن سے اس نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اس غرض کے لئے وہ مولینا عبداللہ صاحب لغاری کے پاس آیا آپ نے اس سے جب پوچھا کہ اس عمر میں تمہیں پڑھنے کا شوق کیسے پیدا ہوا تو اس نے سارا واقعہ عرض کیا

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ وسلم۔ رسول کے معنی ہیں قاصد۔ قاصد دنیا میں کروڑوں۔ لیکن اللہ کے قاصد صرف ایک حضور ہیں۔ آپؐ سے پہلے بھی اللہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر خطہ کے لئے انبیاءؑ مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن اس وقت رسول اللہ کے الفاظ سنتے ہی ذہن صرف حضور کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(۳) بیت اللہ۔ بیت کے معنی ہیں گھر۔ گھر دنیا میں لاکھوں بلکہ کروڑوں۔ مگر اللہ کا گھر صرف خانہ کعبہ ہے۔

(۴) الصلوٰۃ (نماز) نماز میں اللہ کا ذکر بار بار آتا ہے۔ اس کی ساری ہیئت کذائی میں معبود حقیقی ہی کی یاد ہے۔

اوصی نفسی اولاً و ایاکم بعدہ (پہلے میں اپنے آپ کو اور پھر آپ کو وصیت کرتا ہوں) اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو شعائر اللہ کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز باقاعدہ ادا کریں۔ تلاوت قرآن مجید میں ناغہ نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ہمیشہ اتباع کریں۔ اگر اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے تو بیت اللہ کا حج بھی کریں۔ یہ متعلقات محبوب حقیقی ہیں۔ اور ان سے محبت دل کے تقوے کا پتہ دیتی ہے۔ (فانھا من تقوی القلوب)

ہر شخص اپنے متعلق خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ مجھے اللہ اور اس کے متعلقات سے کتنی محبت ہے۔ قرآن مجید تو سب پڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن کیا اس سے تقوےٰ پیدا ہوا۔ اکثریت اس امتحان میں ناکامیاب ہے۔ کیونکہ صحبت نصیب نہیں۔ نفس۔ بیوی اولاد اور برادری اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرا لیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے بیوی اور اولاد کے متعلق فرمایا:۔

یٰایھا الذین امنو ان من ازواجکم و اولادکم عدو لکم فاحذروھم (ترجمہ: اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ پس ان سے بچو۔) جو اس امتحان میں کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

(ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے (ایک دفعہ) کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے (موت کے وقت) ان کے پاس فرشتے آتے ہیں (یہ پیغام لے کر کہ) تم رومت اور نہ غم کھاؤ اور وہ اس جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا)

(۳) تیسری علامت ہے کہ شعائر اللہ کے متوسلین یعنی اللہ والوں سے محبت ہو۔ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج

(ترجمہ:۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں پابند رکھ جو صبح شام یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ اس کی رضا کے طالب ہیں۔ اگر ان سے آپ نے نظر ہٹائی تو یہی سمجھا جائے گا۔ آپ دنیا کی زندگی کی زینت چاہتے ہیں۔ واصبر امر کا صیغہ ہے۔ یعنی ان اللہ والوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے کا حکم فرمایا ہے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد نہ جائداد بنانا ہے۔ نہ گریڈ اور عہدے بڑھانا۔ نہ سیٹھ بننا اور نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا ہے۔ ان کو اللہ کی رضا کے سوا کوئی چیز محبوب نہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان اللہ کے بندوں سے نظر ہٹا کر دوسری طرف نہ دیکھنا۔)

بعض مرد اور عورتیں شریعت کے اتباع سے بچنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو دنیا کے کتے ہوئے ہیں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کتوں اور کتیوں کے لئے نہیں بھیجا۔ یہ تو انسانوں کے لئے ہے ہم نے اگر اپنے آپ کو کتا کہہ دیا تو کیا اللہ تعالےٰ معاف کر دے گا؟ قرآن انسان بناتا ہے۔ آپ میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کو اللہ اور رسول اللہ کے مقابلہ میں کسی کی پروا نہیں۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ قرآن کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ قرآن کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو تو بعض عالم بھی گنگا رام کی طرح ساری کفر کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کا نام آئے اور اثر نہ ہو۔ اگر اثر نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دل پر نہیں پڑتا۔

میں دنیا داروں سے کہا کرتا ہوں کہ نہیں انسانوں کو پرکھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ مجھے ضرورت نہیں میرے ہاں کوئی آئے۔ میں خوش ہوتا ہوں۔ کہ میری ہی باتیں سن کر جائے گا۔ میرے درس میں بعض ہندو بھی آتے تھے۔ شیعہ بھی آتے رہے ہیں۔ اہل قرآن کے امام مولوی حشمت علی صاحب سالہا سال تک میرے درس میں آتے رہے ہیں میں نے الحمد کی الف سے والناس کی س تک سارا قرآن ان کو سنایا۔ آپ چھان بان کرتے ہیں آپ کو اللہ والوں کی بھی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا۔ کھرا وہ ہے جس میں دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیر الانام ہو۔ زبان سے تو سب ہی کہتے ہیں کہ ہم کھرے ہیں۔ میں تو آپ سے ہمیشہ ہی کہا کرتا ہوں۔ کہ اس کو بھی اللہ کے سپرد کیجئے۔ اللہ سے دعا کیا کیجئے کہ اے اللہ! جو کھرا ہے ہمیں اس کے ہاں پہنچا تاکہ قیامت کے دن تو ہم سے یہ سوال نہ کرے کہ تم فلاں جگہ کیوں گئے تھے؟

ہر عالم اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ اکثریت کھوٹوں کی ہے۔ اگر ایک لاکھ مسلمانوں میں سے ایک بھی کھرا عالم ہوتا تو لاہور میں ۱۷ ہونے چاہیئے تھے۔ کھرا وہ ہے جو یہ کہے کہ خدا واسطے درس قرآن دوں گا۔ تم کچھ دو گے بھی تو نہیں لوں گا۔

وما اسئلکم علیہ من اجر
ان اجری الا علی اللہ رب العالمین

اسی قسم کے عالم ہی حق کہہ سکتے ہیں

نعم الامیر علی باب الفقیر
بئس الفقیر علی باب الامیر

اللہ تعالےٰ کا نام اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر سیکھنا پڑتا ہے۔ استخارہ میں ضروری نہیں کہ کچھ نظر آئے۔ لیکن طبیعت کا میلان ایک طرف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں طبیعت کا میلان ذکر الٰہی کی طرف ہو جاتا ہے۔

جمعہ۔ درس یا اس مجلس میں جو کچھ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعۃ ۲۸ رجمادی الاوّل ۱۳۷۵ھ ۱۳ رجنوری ۱۹۵۶ء

خلاصہ تعلیم قرآن

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کرنا

پہلی شہادت

انسان کی پیدائش کا مقصد (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذّٰریٰت رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے- تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حاصل

یہ نکلا- کہ دراصل انسان اس جہان میں محض اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے پیدا ہوا ہے- اس کے علاوہ اس کے باقی مشاغل سب عارضی ہیں- ہاں- اگر اللہ تعالےٰ خود اپنی رضا کو بعض اشیاء کے ساتھ وابستہ کر دے تو اسے اختیار ہے-

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ لا وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥) سورۃ البقرہ رکوع ۲۲ پارہ ۲

ترجمہ:- یہی نیکی نہیں- کہ تم اپنے موہنہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو- بلکہ نیکی تو یہ ہے- جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے- اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے- اور نماز پڑھے- اور زکوٰۃ دے- اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں- جب وہ عہد کرلیں- اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں- یہی سچے لوگ ہیں- اور یہی پرہیزگار ہیں-

حاصل

اس آیت کی تفسیر تو بہت ہی طویل ہے- البتہ اس کا حاصل بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ سچا مسلمان اور اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار بندہ وہ ہے- جو خالق اور مخلوق دونوں کے حقوق ادا کرے-

دوسری شہادت

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

(سورہ اٰل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴)

(ترجمہ:- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو- اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے- جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے-

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے متقین اور محسنین کی فہرست میں شامل ہونے والوں کے صفات حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں- مخلوق خدا پر غصہ آئے- تو اسے ضبط کر جانا- اور انھیں کچھ نہ کہنا- اور جو ان سے غلطی ہو- اسے معاف کر دینا ہے-

تیسری شہادت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ:- اے ایمان والو- ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے-

چوتھی شہادت

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں)

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو)

پانچویں شہادت

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو)

نہ ماننے والے ظالم ہیں

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥

سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

(ترجمہ:- اور جو باز نہ آئیں- سو وہی ظالم ہیں + یعنی جو انسانی حقوق کی نگہداشت پر عمل نہ کریں- وہ ظالم ہیں-

چھٹی شہادت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو- کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں)

ساتویں شہادت

وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو)

آٹھویں شہادت

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے-

آٹھوں کا حاصل

آٹھوں شہادتوں کا حاصل یہ ہے- کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ انسانوں کے حقوق کی نگہداشت بھی ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے-

ورنہ

یہ قاعدہ ہے- اذافات الشرط فات المشروط- اگر کوئی شخص انسانوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرے گا- تو وہ متقین اور محسنین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا- اس کے بعد خود سوچیں- کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا کہاں ہوگا-

انسانی حقوق کی حق تلفی کی سزا ملیگی

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:- جبیر بن مطعم سے روایت ہے- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- قطع رحم کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا-

(۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

(رواہ مسلم)

ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی۔ ہم میں وہ مفلس ہے۔ جس کے پاس درہم نہ ہو۔ اور نہ کوئی سامان۔ تب آپ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی ہوگی۔ اور اس پر تہمت لگائی ہوگی۔ اور اس کا مال کھایا ہوگا۔ اور اس کا خون بہایا ہوگا۔ اور اس کو مارا ہوگا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ وہ حق ادا کئے جائیں۔ جو اس کے ذمہ ہیں۔ تو ان کے گناہوں میں سے لئے جائیں گے۔ پھر وہ گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اجمالی نقشہ

اللہ تعالیٰ کے حقوق جو بندے پر ہیں انکی تین قسمیں ہیں پہلی قسم جس کا تعلق انسان کے دل کیساتھ ہے جسے ایمان کہا جاتا ہے دوسری قسم جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے مثلاً نماز۔ روزہ تیسری قسم جس کا تعلق انسان کے مال کے ساتھ ہے۔ مثلاً زکوٰۃ اور صدقات۔

دل سے تعلق رکھنے والے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ج فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱)

ترجمہ: اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے۔ تو ان میں سے (منافقوں میں سے) بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے۔ سو جو لوگ ایمان والے ہیں۔ اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر انکار نہیں کرتے۔ مگر دل سے نہیں مانتے۔ اور مومن اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں۔ اور ہر نیا نازل شدہ فرمان الٰہی ان کے دل میں سرور پیدا کرتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

(۲) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ: اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں کے دلوں میں ذکر الٰہی کا نور ہر وقت تابندہ اور درخشندہ رہتا ہے۔

(اللھم اجعلنا منھم)

وضاحت کیلئے ایک مثال

مومنوں کے دلوں کے ذکر الٰہی کرنے کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جس طرح ایک عاشق صادق کے دل میں اپنے معشوق کی یاد دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل رہتی ہے۔ خواہ وہ شخص گاہک کو سودا دے رہا ہو۔ یا دفتر میں کام کر رہا ہو۔ یا اگر کاشتکار ہے۔ تو ہل چلا رہا ہو۔ یا کھانا کھا رہا ہو۔ یا پانی پی رہا ہو کیا مجال ہے۔ کہ زندگی کی کوئی مصروفیت بھی اسے معشوق کی یاد سے غافل کر سکے۔

وضاحت کی ایک اور مثال

ایک ولی اللہ کی خدمت میں چند درویش یاد الٰہی سیکھنے کے لئے رہتے تھے۔ وہ بزرگ ان سب میں سے ایک سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ دوسروں کو اس خصوصی امتیاز پر رشک آتا تھا۔ اس بزرگ نے ایک دن اس خصوصی امتیاز کی وجہ سمجھانے کے لئے سب سے ایک امتحان لیا۔ وہ یہ کہ سب کو ایک ایک پرندہ اور ایک ایک چاقو دیا کہ اسے ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ۔ جہاں کوئی بھی نہ دیکھنے والا نہ ہو۔ سوائے اس ممتاز شخص کے باقی سب احباب دو دو تین تین منٹ کے اندر پرندوں کو ذبح کر کے شیخ کے سامنے چاقو اور پرندہ لاکر رکھ دیا۔ وہ شخص جس کی شیخ زیادہ عزت کرتا تھا۔ وہ مغرب کے وقت واپس آیا۔ اور پرندہ زندہ اور چاقو لاکر سامنے رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی۔ جہاں کوئی نہ ہو۔ اور نہ سہی۔ تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہی دیکھنے والا موجود ہے۔ اس کے بعد ان رشک کرنے والوں کو اپنی نا قابلیت کا علم ہوا۔ کہ ہم ابھی کہاں ہیں۔ اور یہ شخص کہاں تک پہنچ چکا ہے۔

دوسری قسم

جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے۔ مثلاً نماز اس میں انسان کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ زبان بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ قیام میں نمازی اپنے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں اپنا دھڑ جھکا کر اپنی ذلت اور اس کی عظمت کا اظہار کر رہا ہے۔ سجدے میں سر بسجود ہو کر گھٹنے زمین پر ٹیک کر حتیٰ کہ پاؤں کو بھی خانہ کعبہ کی طرف متوجہ کر کے اپنی ذلت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کبریائی کا ثبوت دے رہا ہے۔

اس عبادت کا صلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا (متفق علیہ)

(ترجمہ: ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے کیا اس پر کچھ میل رہ سکتی ہے۔ انہوں نے عرض کی اس پر میل نہیں رہ سکتی۔ آپ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ ان سب کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تیسری قسم

اللہ تعالیٰ کا حق انسان کے مال کے متعلق ہے مثلاً زکوٰۃ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مال عطا فرماتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے تو انسان بالکل ننگا ہی آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے مال عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مالدار پر سونے اور چاندی میں سے بعد از وضع قرض چالیسواں حصہ خیرات کرنا فرض قرار دیا گیا ہے اور یہ چالیسواں حصہ بھی آسمان پر خدائی خزانہ میں جمع نہیں کرایا جاتا۔ سب سے پہلے اپنے مستحق اعزہ پر ہی صرف کرایا جاتا ہے۔ اس طریق کار سے انسان کے ذمہ سے دو حق ادا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا اور غریب رشتہ داروں کی صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس باقی صدقات کا بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔

انسانی حقوق کی تفصیل

نصوص نقلیہ سے پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کے ذمہ انسانوں کے حقوق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تب راضی ہوگا جب انسان وہ بھی ادا کرے گا۔ اب کچھ ان کی تفصیل عرض کی جائے گی۔

ماں باپ کا حق

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ: ابی امامہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا۔ یہی دو تو تیری بہشت ہیں۔ اور تیرا دوزخ بھی ہیں۔ یعنی اگر انہیں راضی رکھے گا تو بہشت میں جائے گا اور ناراض کرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔

عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّکَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّکَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّکَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاکَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ

(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

ترجمہ: بہز بن حکیم اپنے باپ وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا۔ میں نے۔ عرض کی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

پاک ریڈیو کے لئے اصلاحی پروگرام

اعلیٰ مرتبت والا رتبت وزیر اطلاعات و نشریات کے حضور میں

(۳)

از جناب ماسٹر لال الدین صاحب اخگر بی اے - بی ٹی - شاہکوٹ

چند مشاہدات :-

نظامِ فطرت کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے - تو اس کی تخریب میں تعمیر اور تعمیر میں تخریب نظر آتی ہے - قطع و برید کا مسئلہ ہر شئے میں جاری و ساری ہے - بیکار چیزوں کی معدومی اور مفید اور کارآمد اشیاء کی بقا کا قانون علمائ کی نگاہوں سے بھی اوجھل نہیں "THE SURVIVAL OF THE FITTEST" اور جہاں تک ترمیم و اصلاح کا تعلق ہے - بکھرے ہوئے بالوں کی مشاطگی ہمیشہ سے ہوتی رہی ہے - اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی - ویرانوں کی آبادی کے لئے ہمت کے قدم بڑھتے رہے ہیں اور اکثر خارِ مغیلاں کو گل و گلزار سے بدلا ہی گیا ہے بلکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے - کہ اربابِ دانش کے نظریات میں ترمیم و تنسیخ اور تغیّر و تبدّل کا عمل بشر کے زمانے سے جاری ہے اور تا قیامِ قیامت قائم رہے گا -

تاریخِ اقوام نے انسانی عزّت و ذلّت اور ارتقا و تنزل کے راز کو بڑی دفعہ فاش کیا ہے - اور نوعِ بشر نے ہلاکتوں اور بربادیوں کو بارہا عبرت کی نگاہوں سے دیکھا ہے - مگر غفلت شعاری کا بھوت ہر قوم کے سر پر اس قدر سوار رہا ہے - کہ جب اس کی اپنی کشتی منجدھار میں پھنسی - تو قوم کے سارے کے سارے فریب خوردہ ناخدا طوفانی موجوں کے تھپیڑوں کو مادرِ مشفق کی تھپکیاں سمجھ کر سو گئے - اور کشتی دیکھتے کے دیکھتے ڈوب گئی -

ہم اپنے دعوے کے اثبات کے لئے قرطبہ اور غرناطہ کی ضخیم تاریخوں کی ورق گردانی کیوں کریں ؟ ہلاکو خاں اور چنگیز خاں کی سفاکیوں کو اہلِ محفل کے سامنے کیوں دُہرائیں ؟

ہم اپنے چمن کی بربادی پہ کیوں نہ غور کریں ؟ آنکھوں دیکھے واقعات ——— بہار کی تباہی مشرقی پنجاب میں ہنستے اور خنداں برباد قافلوں پہ خونخوار سکھوں کے حملے - جونا گڑھ کی بے چارگی - دکن میں حکومتِ نظام کے چراغوں کا ٹمٹمانا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھ جانا - ہندو ٹینکوں کا فرزندانِ توحید کو کچلنا - یہ اور اسی قسم کے دل کو دہلانے والے واقعات جن کی شہادت کشمیر کی وادیاں بھی دیتی رہتی ہیں - یہ اپنی قوم کے شب و روز ہیں - یہ وہ تاریخ ہے جس کے ابواب ہمارے شام و سحر تیار ہو رہے ہیں - ان حالات کے پیش نظر ہمیں آج نہایت سنجیدگی سے اپنی زندگی اور موت کے مسئلہ پہ غور کرنا ہے - اب یقیناً ہمارے نظریاتِ سابقہ میں ایک نمایاں انقلاب نظر آئے گا - اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسا انقلاب ہے جو ہماری قوم کے حق میں حیاتِ جاوداں کا آئینہ دار ہو سکتا ہے -

ہر ذی حیات کے جسم اور رُوح میں ایک خاص ارتباط پایا جاتا ہے - ایک کا قیام دوسرے پر ہے - بلکہ عالمِ وجود میں ایک کا ظہور دوسرے کے امتزاج سے ہے - ایک کی طاقت سے دوسرے کو قوت پہنچتی ہے - اور ایک کے اضمحلال سے دوسرے کو ضعف لاحق ہوتا ہے - غرضیکہ ایک کی شکست و ریخت سے دوسرے کی معدومی لازمی امر ہے - مگر بعض حالات میں ظاہری تبدیلی کو باطن سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا - لباس کی مشابہت اور وضع و قطع کا بہروپ حقیقتِ حال سے کلیتہً الگ تھلگ ہوتا ہے - مثلاً ہمارے ملک میں انگریزوں نے تقریباً سو سال تک حکومت کی ہے - ہم جانتے ہیں - اُن میں من حیث الانسان خامیاں موجود تھیں - مگر ہمیں اس حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ اُن میں قوم پرستی پابندیٔ وقت اور فرض شناسی جیسے قابلِ ستائش اوصاف موجود تھے - آجکل ہمارے پاکستانی غلطیمن دور سے اپنی سج دھج کے اعتبار سے انگریز معلوم ہوتے ہیں - مگر وہ اوصاف جن کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے انگریزوں کو حکومت دے رکھی ہے - ہم میں بالکل مفقود ہیں - اِلّا ماشاء اللہ - اور یہی حال بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں کا بھی ہے - ظاہر میں اُن کا لباس اور نشست و برخاست پیغمبرانہ عہد کی یاد ہے - مگر اعمالِ صالحہ ہر کام میں رضائے الٰہی - اخلاص - طلب حلال اور خشیت ایزدی کا وجود شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے - کہاں اصحابہ کرامؓ کی سادگی - زہد و تقویٰ - ذوقِ عبادت - فاقہ مستی - اور وہ جذب و جنوں کہ خود پروردگارِ عالم پکار اُٹھے -

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا - سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ -

(تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالےٰ کا فضل اور رضا - نشانی اُن کی - اُن کے منہ پہ سجدہ کے اثر سے)

اور کہاں علمائے سُوء کی ظاہری وضع - عربی زرد رومال لمبے لمبے جُبّے - سبحۂ ہزار دانہ کی نمائش - عصائے موسوی - من مانی تاویلیں - اختلافی مسائل میں موشگافیاں پارٹیوں میں جوتی پیزار کرانا - اُمراء کی خوشامدیں - شادی و غم کے مواقع پر حلوہ و مانڈے کی رسم کو فرائض کی جگہ دینا - اور عورتوں کے اجتماع میں اُلوہیت کے دعوے - الغرض مولوی صاحب کیا ہیں سوتی لباس میں ایک مہذب ڈاکو ہیں - جن کی نظر ہر وقت قوم کی جیبوں پر ہے - مگر یاد رہے امام الانبیاءؐ کے صحیح معنوں میں جانشین حضرات بھی قیامت تک موجود رہیں گے - جن کے وجودِ مسعود کی برکت سے شمعِ اسلام ہمیشہ ضیا پاشی کرتی رہے گی -

خیر میرا مقصد یہ ہے کہ ظاہری تبدیلی سے باطن کی کیفیات ہمیشہ اثر پذیر نہیں ہوتیں - لہٰذا ہمیں پاکستان میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے - تاکہ ہمارے عزیز ملک کا ہر فرد ایک نہایت جاذب شخصیت کا حامل نظر آئے - اس مقصد کے حصول کے لئے بحیثیت مسلمان ہم تاجدارِ مدینہ کی زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں گے - تاکہ ہمیں دنیا و آخرت کی سرخروئی نصیب ہو - قرآن عزیز نے اپنے تابع فرمان لوگوں کو باقی مخلوقات پر غلبہ تسلط اور خلافتِ الٰہیہ کے حصول کا مژدہ سنایا - وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ - لہٰذا ہم اپنے اصلاحی پروگرام کا تعارف اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے ذریعے سے کراتے ہیں - جن کا مختصر سا خاکہ درج ذیل ہے -

سچ بولنا - حق پر استقامت - سخاوت - فضول خرچی کی ممانعت - میانہ روی - غربا - مساکین اور یتامیٰ

کی پرداخت - ایمانی برادری - انسانی برادری - فخر وغرور کی برائی - امانت - ایفائے عہد - انصاف پسندی - اکلِ حلال - آنکھ - کان اور دل کی بازپرس کا یقین - ایثار - تحمل - دل کا تقویٰ - ظلم اور رشوت کی ممانعت - ثابت قدمی - شجاعت - امیر جماعت کی اطاعت - شرم و حیا - عفو و درگزر - باہم مصالحت کرانا - اور اس طرح کی بے شمار خوبیاں ہیں - جن پر رسولِ ہاشمی ؑ کی احادیث کے مبارک اوراق اور قرآنِ حکیم کی آیات شاہد ہیں - ۴۳ کروڑ سے زیادہ مسلمانانِ عالم کا اس ایک مسئلہ پر اتفاق ہے - بلکہ اس میں بعض غیر مسلم بھی شامل ہیں - کہ مادرِ گیتی نے آج تک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مثیل پیدا نہیں کیا - اور نہ ہی آئندہ پیدا کرے گی - لہٰذا ہماری خوش نصیبی اسی میں ہے کہ ہم شافع یوم النشور کی قیادت قبول کر لیں - اور ہر لمحۂ زندگی میں حضور اکرم ؐ کے وفادار غلام بن جائیں ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا - لوح و قلم تیرے ہیں!

ہمارے مکرم المقام وزیر نشریات صاحب اگر فرمائشی گیتوں کی جگہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا نشر یہ پیش کرتے چلے جائیں - تو کچھ عجب نہیں کہ ہماری تمناؤں کا رُخ بدل جائے ؎

تیری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

اسلام دنیا میں غلبہ اور تسلط کا پیغام لے کر آیا ہے مگر ہم ہندوستان کے مسلمانوں میں غلامی اور محکومیت نے وہ اثر پیدا کیا ہے کہ ہمارے قوائے عمل بڑی حد تک شل ہو گئے ہیں - حکیم الامت مرحوم نے غلامی کی مریض قوم کو پرہیز بتاتے ہوئے فرمایا ہے ؎

تا ثیر غلامی سے خودی جن کی ہوئی نرم
اچھی نہیں - اس قوم کے حق میں عجمی لے

ریڈیو پاکستان کے پروگرام کو سننے والے دن بدن عیاش اور آرام طلب ہو رہے ہیں - تضییع اوقات اُن کا مشغلہ بن چکا ہے - ہوس رانی کا بھوت بلوغت سے پہلے ہی سوار ہو جاتا ہے وہ نونہالان قوم جو ملک و ملت کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہیں - عشقیہ اشعار گنگناتے پھرتے ہیں -

ایسی روش زندگی قوم کو انجام کار ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے ؎

وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!

ہم اپنے خیالِ ناقص کے مطابق اب اپنے عالی مقام وزیر نشریات کے حضور میں ایک مختصر سا اصلاحی پروگرام پیش کرتے ہیں -

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف!

تلاوتِ قرآن مجید - درس قرآن پاک اور حزول کی دینی اور دنیاوی اہمیت کے متعلق اسی سلسلے کی دوسری قسط کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے - مگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ملک میں ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ افراد قوم کو ملّی - ملکی اور مذہبی قدریں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو جائیں - اور ہر پاکستانی بیک زبان پکار اُٹھے

خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے ؎

شاعر - ادیب - مبلغ اور ڈراما نویس کی زبان قلم سے وہ کلمات نکلیں - جو افراد ملت میں سپاہیانہ زندگی کا بے پناہ جذبہ پیدا کریں - مجاہدانہ فضا ملک میں اس قدر عام ہو جائے کہ پاکستان کا نوجوان طبقہ اپنی مشاغل کو ترک کر کے آلاتِ حرب کے استعمال اور اسلحہ سازی میں شغف رکھنے لگے - بلکہ ہماری آئندہ پود کی پرورش بھی اسلحہ خانوں میں ہو - بچہ جب شعور کی آنکھ کھولے - تو اس کو اپنے گھر میں شمشیر و سناں - رائفلیں اور قرآن مجید نظر آئیں -

لہٰذا ریڈیو پروگرام میں حریت پسندی کی عظمت پر ہر روز سیر حاصل تقریریں - نظمیں - رزمیہ - رجزیہ کلام اور باقی ڈرامائی رنگ میں مجاہدانہ داستانیں اس قدر بیان کی جائیں - کہ قوم کا نوجوان طبقہ (مرد و زن) اپنے دلوں اور بازوؤں میں [illegible] کی قوت محسوس کرنے لگے اسلاف کرام کے تہوّرانہ کارنامے اس اسلوب سے منظرِ عام پر لائے جائیں کہ صداقت اور شجاعت پاکستان کی عزیز ترین متاع سمجھی جائیں ؎

آہ وہ مردانِ حق - وہ عربی شہسوار
حاملِ خُلقِ عظیم ؑ صاحبِ صدق و یقیں
جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں اقبال ؒ

لہٰذا ایسے پروگرام کی آتشباری سے ہمارے سرد جذبات کو گرمایا جائے - ہم سوتے جاگتے میدانِ کارزار اور محاذ کا تصور سامنے رکھیں - ہم گرجتی ہوئی توپوں - کچلتے ہوئے ٹینکوں اور کشت و خون کی ندیوں سے خائف ہونا چھوڑ دیں بلکہ ان چیزوں کی جھلک ہمارے خونِ شجاعت میں ایک جوش پیدا کر سکے - ہمارا چلنا - پھرنا - سونا اور عبادت کرنا سپاہیانہ ہونے کی صورت میں ہو - گویا کہ اُن خالد ؓ و طلحہ ؓ کی زندگیاں عملی طور پر ہمارے سامنے آ جائیں - جن کی جوہردار شمشیروں نے دم زدن میں قیصر و کسریٰ کی برسوں کی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کر دیا تھا - اور ہمارے سینوں میں وہ غیرت کی آگ پیدا ہو جائے - جس کی گرمی نے محمد بن قاسم کو چند عورتوں اور بچوں کو راجہ داہر سے چھڑانے کے لئے سرزمین حجاز سے اپنے شہبازوں کی معیت میں سندھ کے ریگستان پر جھپٹنے کی توفیق بخشی تھی - اور معتصم باللہ کو ایک مظلوم لڑکی کی فریاد پر اپنی پوری فوج لیکر دشمنانِ دین پر یلغار کرنے پر مجبور کیا تھا - ہم پاکستانی مسلمان انہیں شیروں کی اولاد ہیں - انہیں کا خونِ شجاعت اپنے رگ و پے میں رکھتے ہیں - تو کیا وجہ ہے کہ ہم بے غیرتی کی زندگی بسر کریں - اور کفر کے آہنی قلعوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے مجبور نہ ہو جائیں دنیا والے جانتے ہیں کہ مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کے لئے - ناموسِ مصطفےٰ ؐ کی حفاظت کی خاطر - اور اپنی ماؤں اور بہنوں کی عصمت کو بچانے کے جذبے سے خون کی ندیوں میں کودتا رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ کودتا رہے گا - اس کا روزِ اول سے یہی نعرہ رہا ہے ؎

جسے مرنا نہیں آتا - اُسے جینا نہیں آتا!

اور اس کا پروردگارِ عالم سے عہد ہو چکا ہے -

اِنّ صلاتی ونُسکی ومحیای ومماتی للّٰہِ رَبّ العٰلمین!

(بے شک میری ہر طرح کی عبادت - قربانی میری زندگی اور میری موت پروردگارِ جہاں کے لئے وقف ہے)

مردِ سپاہی ہے وہ - اسکی زرہ لا الٰہ
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ لا الٰہ

مسلمان کو راہِ خدا پر مرنے کے لئے تیار کر دو - اور پھر اگر اس کے راستے میں کوہ ایلبرس جیسے فلک بوس کوہسار - صحرائے اعظم جیسے تپتے ہوئے ریگستان اور بحر قلزم جیسے طوفانی سمندر بھی حائل ہوں تو خدائے قدوس کی قسم ان سب مشکلات پر بجلی کی طرح گذرتا ہوا منزلِ مقصود پر جا کر دم لے گا -

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں - وہ کارواں تو ہے

علاوہ ازیں تمام ملکوں کے ہیروز کے کارنامے اور اُن کے سوانح حیات کو مختلف وقفوں میں پیش کیا جائے - اخلاقی قصص اور حکایات کو ڈرامائی رنگ میں دہرایا جائے - تاکہ تمدنی برائیاں دور ہوتی رہیں - ایجاداتِ حاضرہ کا تعارف - اُن کے فوائد اور استعمال کو بیان کیا جائے - تاکہ افراد قوم میں ذہنی بیداری اور ایجاد و تحقیق کا شعور پیدا ہو - عروج و ارتقاء کے اسباب پر مکالمے - مباحث - تبصرے اور تقاریر نشر کی جائیں - تاکہ قوم کے اقتصادی حالات درست ہو سکیں - صنعت و حرفت اور کارخانہ جات کے افادی پہلوؤں پر خوب روشنی ڈالی جائے - جہاں تک کہ نوجوان طبقہ اوزاروں کی جھنکار اور کلوں کی آواز میں نغمات کی سی موسیقی محسوس کرنے لگے - اور ہمارے خواندہ نونہال ملازمت کی دریوزہ گری کی بجائے دستکاری اور فنون کے شیدا بن جائیں - تقریرات کے عنوان سے روزمرہ کے پروگرام میں چوری - ڈکیتی - زنا

رشوت - فریب دہی اور غداری وغیرہ جرائم کے ارتکاب کرنے والوں کی گرفتاری اور سزا کا اعلان کیا جائے - جس کا غیر شعوری طور پر یہ اثر ہوگا - ملک کے پوشیدہ اور علانیہ دشمن بدکاری سے باز آ جائینگے -

حُبِّ وطنی کے ضمن میں نظمیں - تقریریں - ڈرامے تاریخی واقعات اور باقی حریت نواز اشعار پیش کئے جائیں - تاکہ افرادِ ملّت میں ملّی اخوّت کا جذبہ عام ہو جائے - جہاں تک ممکن ہو - ملکی اور اسلامی وفاداری اور عام نوعِ انسان سے حسن سلوک کے اسباق کا اعادہ کیا جائے - ملازمین اپنے فرائض منصبی کو ذریعہ معاش کی بجائے ملکی خدمت سمجھ کر سرانجام دیں - اور اُن کی ادائیگی میں دیانتداری کو ملحوظ خاطر رکھیں -

علمی دنیا بھی کسی لحاظ سے تشنہ کام نہ رہے ملک بھر میں علمی اجلاس - بحثیں اور مشاعرے جن میں اخلاقی - معاشرتی - مجلسی اور ملکی اصلاح کا پیغام ہو - اکثر و بیشتر ہوتے رہیں -

ایمانی برادری کی خوبی اور انسانی برادری کی وسعت پر تقریروں اور نشریات کے ذریعے خوب روشنی ڈالی جائے - تاکہ علاقائی امتیازات کی نحوست کا اثر دل و دماغ سے اتر جائے - عدل و انصاف اور اسلامی مساوات کے چرچے اس قدر کثرت سے ہوں کہ ملک پر الفتِ باہمی - خدمتِ خلق اور امن و آشتی کے انوار برسنے لگیں - ملک کے تمام شعبہ جات کی اہمیت اور ضرورت کا عام احساس پیدا کیا جائے - متمدن ممالک کے حالات پر پورا غور و خوض کیا جائے - اور اُن کی اچھائیوں کو ملک میں بذریعہ نشر و اشاعت مرغوب بنایا جائے - باہم معاملات - تجارت اور دیگر کاروبار میں حُسنِ معاملت اور دیانت کی مکمل ترغیب دلائی جائے -

محولا بالا تمام نشریات کے علاوہ پروگرام میں خدا تعالےٰ کی عبادت کا پیغام بھی پیش کیا جائے - کیونکہ نفسیات کے ماہروں نے جماعتی زندگی میں مذہب کو بہت بڑا مقام دیا ہے - یہ پیغام نئی پود اور تہذیب مغرب کے دلدادگان کے نزدیک دقیانوسی آواز ہی سہی - مگر چودھویں صدی میں پاکستان کا زعیم اور اسلام کا فلسفی ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم عباداتِ ایزد تعالےٰ کی بدیں الفاظ ترغیب دلا رہا ہے - لہٰذا ہمارے محترم وزیر اطلاعات و نشریات کا فرض ہے کہ وہ بھی قوم کو ان صفات سے متصف کرنے میں اپنی پوری سعی فرمائیں -

نماز

لا اِلٰہ باشد صدف - گوہر نماز
قلبِ مُسلم را حج اصغر نماز
در کفِ مُسلم مثال خنجر است
قاتلِ فحشاء و بغی و منکر است

روزہ

روزہ بر جوع و عطش شبخوں زند
خیبرِ تن پروری را بشکند!

حج

مومناں را فطرت آموز است حج!
ہجرت آموز و وطن سوز است حج!
طاعتے سرمایۂ جمعیتے
ربطِ اوراقِ کتابِ ملّتے

زکوٰۃ

حُبِّ دولت را فنا سازد زکوٰۃ
ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ
دل ز حتّٰی تُنْفِقُوا محکم کند
زر فزاید - اُلفتِ زر کم کند

پاکستان کی مستورات بھی ایک جہاندیدہ مگر الہامی شاعر کی آواز پر غور کریں اور ریڈیو پروگرام کی اصلاح کے لئے اربابِ حل و عقد کا دروازہ کھٹکھٹائیں - تمام دُنیائے اسلام کی عورتوں کو مشورہ دیتے ہوئے اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

اگر پندے ز درویشے بگیری
ہزار اُمت بمیرد تو نمیری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اقبالؔ مرحوم کا پیغام ہے کہ خالد و طارق بنتے نہیں ہیں بلکہ مائیں جنتی ہیں - لیکن شرط یہ ہے کہ اُن کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا ہوگی -

میں بر نظر اختصار اس

دعاء

پر ختم کرتا ہوں - کہ الٰہی تو پاکستان کے ہر کہ و مہ کو دین سے - قدرے - سُنّتِ اسلام اور اپنے ملک کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرما - اور ہماری ملّت کی باگ ڈور ہمیشہ اُن لوگوں کے ہاتھوں میں رہے - جن کو تیرے فضل سے تیری مخلوق پر تیرے منشاء کے مطابق حکمرانی کا ملکہ حاصل ہو - آمین!

وما علینا الا البلاغ!

مہمانِ آخرت

از حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن مقیم شاہ عالمی لاہور

انسان جب اپنی چند روزہ زندگی گزار کر عالم بقا کی طرف چلنے لگتا ہے تو بالکل تن تنہا۔ تمام تعلقات چھوڑ کر آخرت کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ایسے ضروری سفر پر جانے والے عزیزوں کے ساتھ ہمیں دینی لحاظ سے معاملہ کرنا چاہیئے۔ آج کے مضمون میں اختصار کے ساتھ اسی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) جب آپ سمجھ جائیں کہ موت کے آثار طاری ہو گئے ہیں تو جہاں تک ہو سکے اس کی شکل و صورت اور لباس وغیرہ کو صاف ستھرا بنایا جائے۔

(۲) جب آپ دیکھ لیں کہ بس اب اس کا دم نکلنے والا ہے تو اس کو چت لٹا دیں۔ سر کو شمال کی طرف اور پاؤں کو جنوب کی طرف کر دیں اور سر کو ذرا قبلے کی طرف جھکا دیں۔

(۳) اس کے پاس بیٹھنے والے حضرات کو چاہیئے کہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھتے رہیں تاکہ اسکی زبان سے بھی کلمہ جاری ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ زبان سے کلمہ جاری نہ بھی ہوا تو دل پر تو انشاء اللہ ضرور جاری ہوگا۔ یہاں اتنی بات ضرور یاد رکھیے کہ اس کو کلمہ پڑھنے کے لئے نہ کہیں۔ خدا جانے نزع کی حالت میں وہ کیا جواب دے بیٹھے (یہ بات اپنے عزیزوں اور خاص طور پر عورتوں کو ضرور بالضرور سمجھا دینی چاہیئے) جب وہ ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھ لے تو پھر خاموش ہو جانا چاہیئے۔ کلمہ پر خاتمہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے ہاں کلمہ پڑھنے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات کی ہے تو پھر دوبارہ اُسے سنا سنا کر کلمہ پڑھیں۔ اور پھر جب وہ کلمہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائیں۔

(۴) اس کے پاس بیٹھ کر یا تو خود سورۂ یٰسین پڑھیں یا کسی سے پڑھوائیں۔ اس سے موت کی سختی میں آسانی ہونے کی اُمید ہے۔

(۵) ایسی حالت میں اس کے روبرو مال و جائداد کے انتظام اور آل اولاد کی پرورش وغیرہ کے متعلق کوئی بات نہ کی جائے۔ تاکہ اس کا دل خدا کیطرف لگا رہے۔

جب روح پرواز کر جائے تو:۔

(۱) اس کے پاؤں اور ہاتھ سیدھے کر دیں۔

(۲) آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ و علی ملت رسول اللہ کہہ کر بند کر دیں۔

(۳) ٹھوڑی کے نیچے سے کپڑا لا کر سر پر باندھ دیں۔ تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے۔

(۴) پاؤں کے انگوٹھے ملا کر باندھ دیں۔

(۵) ایک صاف چادر اس کے اُوپر ڈال دیں۔

(۶) غسل دینے سے پہلے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف نہ پڑھیں بلکہ غسل کے بعد پڑھیں۔

(۷) اگر ہو سکے تو خوشبو جلا کر اس کے پاس رکھ دیں

(۸) حیض و نفاس والی عورت اور غسل کی حاجت والا آدمی اس کے پاس نہ آئے۔

(۹) اس کے رشتہ داروں۔ دوستوں اور ہمسایوں کو موت کی خبر کر دیں۔

(۱۰) کفن دفن کے سامان میں جہاں تک ہو سکے جلدی کریں۔ کفن تیار ہوتے ہی غسل کی تیاری کر دینی چاہیئے۔ جس کا طریقہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) گرم پانی بیری وغیرہ کے پتے ڈال کر تیار کر لیں

(۲) لوبان وغیرہ کی دھونی دے کر نہلانے کے تختے کو تین۔ پانچ یا سات دفعہ خوب اچھی طرح صاف کر لیں (۳) میت کو اس پر لٹا دیں۔ اگر سر شمال کی طرف ہو تو بہتر ہے۔ اور اگر اس کا موقعہ نہ ہو۔ تو جس طرح چاہیں لٹا دیں (۴) ناف سے زانو تک ایک کپڑا ڈال کر بدن کے سب کپڑے اتار لیں (۵) نہلانے والے کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور ناف سے زانو تک جو کپڑا پڑا ہے اس کے نیچے ہاتھ لے جا کر پہلے اس کا استنجا اور طہارت کرائے۔ (۶) اس کے بعد منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں دھو کر اور سر کا مسح کر کے معمولی طور سے پورا وضو کرا دینا چاہیئے۔ لیکن ناک میں اور منہ میں پانی نہ ڈالیں۔ بلکہ کپڑا یا روئی تر کر کے دانت۔ منہ اور ناک کو صاف کر دیں۔ ہاں اگر غسل کی ضرورت میں موت ہوئی ہو یا حیض و نفاس والی عورت ہو تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ پانی ڈال کر پھر کپڑے سے نکال دیں۔ وضو سے پہلے میت کے ہاتھ پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں (۷) وضو کے بعد اس کی ناک۔ منہ اور کانوں میں روئی دے دینی چاہیئے۔ تاکہ غسل کا پانی اندر نہ چلا جائے (۸) سر کے بال اور داڑھی ہو تو صابن وغیرہ سے اس طرح مل کر دھو ڈالیں کہ صاف ہو جائیں (۹) ناخن یا بال ہرگز نہ کاٹیں اور نہ ہی کنگھا کریں (۱۰) اب بائیں کروٹ کو ذرا اوپر اٹھا کر دہی بیری کے پتوں والا نیم گرم پانی ڈالنا شروع کر دیں۔ اور سر سے پاؤں تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر وہی نیم گرم پانی بائیں کروٹ سر سے پیر تک تین بار اس طرح ڈالیں کہ نیچے تک پہنچ جائے پھر اس کی کمر کی طرف سہارا لگا کر کسی قدر بٹھانے کے قریب کر دیں اور آہستہ آہستہ اس کا پیٹ اوپر سے نیچے کی طرف کو مل دیں۔ اگر کچھ نجاست یا رطوبت نکلے تو صرف اسی کو صاف کر کے دھو ڈالیں غسل اور وضو میں کچھ حرج نہیں ہوتا۔

(۱۱) اس کے بعد بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا ہوا پانی تین بار اس طرح بہائیں کہ نیچے کی طرف بائیں کروٹ بھی تر ہو جائے۔

(۱۲) اس کے بعد بدن کا پانی کپڑے سے خشک کر کے اس کو تختے سے اٹھا کر کفن پر رکھیں اور ناک۔ کان میں سے روئی نکال دیں۔ عطر وغیرہ کوئی خوشبو اس کے سر پر اور اگر داڑھی ہے تو اس پر بھی لگا دیں۔

(۱۳) نہ تو کان میں عطر کا پھایا رکھیں اور نہ کفن پر لگائیں۔

(۱۴) اس کی دونوں ہتھیلیوں۔ گھٹنوں۔ پاؤں۔ ناک اور پیشانی پر کافور مل دیں۔

اب کفن کے متعلق ضروری باتیں سمجھ لیجئے۔ مرد کے کفن میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔

(۱) چادر۔ جو سب سے پہلے بچھا دی جاتی ہے۔

(۲) آزار (تہ بند) یہ اتنا ہو کہ سر سے پاؤں تک آ جائے۔ اسے چادر پر بچھا دیں

(۳) کفنی (اسے بغیر آستین اور کلی کا کرتا سمجھ لیجئے)۔ یہ گردن سے پیر تک ہو۔ پہلے کفنی پہنا دیں پھر لٹا کر تہ بند کو بائیں طرف سے لپیٹ دیں۔ پھر دائیں جانب کو لپیٹیں۔ یعنی دایاں کنارہ اوپر رہے اور بایاں نیچے پھر چادر کو بھی اسی ترتیب سے لپیٹ دیں کہ بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں اوپر۔ اور کپڑے کی دھجی لے کر سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں۔ ایک دھجی کمر کے نیچے سے بھی نکال کر درمیان میں باندھ دیں۔ تاکہ ہلنے جلنے سے یا ہوا سے کفن کھل نہ جائے۔

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔

(۱) چادر۔ عربی میں اسے لفافہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے یہی بچھائیں۔

(۲) اس کے بعد سینہ بند بچھا دیں۔ جو تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا ہونا چاہیئے۔

(۳) اس پر ازار (جو سر سے پاؤں تک آ جائے) بچھا دیں۔

(۴) کفنی۔ گردن سے پاؤں تک۔

(۵) خمار (سربند) دو ہاتھ لمبا اور ایک بالشت چوڑا۔

عورت کو پہلے کفنی پہنائیں اور سر کے بالوں کو آدھے آدھے دونوں طرف کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ خمار یعنی سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں۔ اس کو باندھنے اور لپیٹنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد تہ بند (ازار) کو اس طرح لپیٹنا چاہیئے کہ دایاں کنارہ اوپر اور بایاں

بیچے رہے۔ سربند اس کے اندر آجائے گا۔ اس کے بعد سینہ بند کو باندھ دیں۔ اس طرح سے سینہ بند تہ بند کے اوپر اور چادر کے اندر ہوگا۔ لیکن اگر اس کو کفنی کے اوپر تہ بند سے پہلے بھی باندھ دیا جائے تب بھی جائز ہے۔ اگر تمام کپڑوں کے اوپر یعنی چادر کے بھی اوپر باندھ دیا جائے تب بھی درست ہے۔ چادر کو لپیٹ کر تین جگہ سے باندھ دینا چاہیئے۔

مذکورہ بالا کپڑوں کے علاوہ جنازے کے اوپر جو چادر ڈال دیتے ہیں۔ وہ کفن میں داخل نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی چادر اوپر ڈال دیتا ہے اور قبر پر جا کر اتار لیتا ہے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ عورت کے جنازے پر درخت کی ہری ٹہنیاں یا بانس کی تیلیاں لگا کر چادر ڈال دینا چاہیئے تاکہ پردہ رہے۔

اس طرح بنا سنوار کر اور ظاہری پاکی اور صفائی کر کے اس آخرت کے مہمان کو گھر سے رخصت کریں کسی کو منہ دکھانا ہو۔ تو دکھا دیں۔ چار آدمی اٹھا کر لے چلیں جنازہ گاہ یا کسی صاف ستھرے میدان میں اس کو آگے رکھ کر نہایت عاجزی کے ساتھ صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور خدا کے حضور میں اس کی باطنی صفائی اور پاکیزگی یعنی گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کریں اسی کا نام نماز جنازہ ہے۔ کھڑے ہو کر چار بار اللہ اکبر کہنا فرض ہے۔

(۱) پہلی بار اللہ اکبر کہنے کے بعد سبحانک اللہ اللہم وبحمدک آخر تک پڑھیں۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور دعا (جو نماز میں التحیات کے بعد آتی ہے۔) پڑھے۔

(۳) تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہے۔ تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اس کو ضرور یاد کر لینا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا آخر تک اور اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی ہے تو ان کے لیے بھی الگ الگ دعائیں ہیں وہ بھی ذراسی محنت اور توجہ کے ساتھ زبانی یاد ہو سکتی ہیں۔

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام پھیرے۔

بعض گاؤں میں جب کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ملتا تو مردے کو بلا نماز پڑھائے ہی دفن کر دیتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ بلکہ وضو کر کے جنازہ سامنے رکھ کر ایک شخص کو آگے کھڑا کر دیں۔ عربی دعا یاد نہ ہو تو تکبیروں کے ساتھ اپنی زبان میں دعا مانگ لیں۔ دعا وغیرہ کچھ نہ مانگے۔ صرف چار دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھ دے۔ تب بھی فرض ادا ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے ان پڑھ بھائیوں کو بھی سمجھا دینا چاہیئے۔

اب یہاں سے اس آخرت کے مہمان کو دنیا کی آخری منزل اور آخرت کی پہلی منزل (قبر) کی طرف لے چلیں۔ جہاں اسے قیامت تک رہنا ہے۔ دوڑنے کو دنے کی تو ممانعت ہے۔ مگر یہ حکم ہے کہ جنازے کو تیز تیز لے چلیں۔ قبر آدمی کے سینے یا گردن تک گہری بنانی چاہیئے۔ اگر زمین ایسی ہو کہ بغلی لحد بن سکتی ہو تو لحد بنا لینا بہتر ہے۔ دو تین آدمی قبر میں اتر کر آہستہ سے اس کو اٹھا کر بسم اللہ و علیٰ ملت رسول اللہ کہہ کر قبر میں زمین پر لٹا دیں۔ کوئی کپڑا یا بوریا بچھانا درست نہیں۔ اور ذراسی مٹی یا ڈھیلے کا سہارا دے کر اس کا رخ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیئے۔ اب کفن کی گرہیں کھول دینی چاہئیں۔ کچی اینٹوں یا بڑے ڈھیلوں یا بانس سے لحد کو بند کر دیں۔ اور درخت کے پتے وغیرہ سے سوراخ بند کر دیں۔ تاکہ مٹی ڈالی جائے تو وہ لحد میں نہ چلی جائے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالنا شروع کر دیں۔ اور قرآن پاک کے یہ الفاظ بھی پڑھیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے کہے گئے ہیں۔

(۱) پہلی بار جب مٹی ڈالیں تو مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ پڑھیں (اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا)

(۲) دوسری بار ڈالیں تو وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ پڑھیں (اسی مٹی میں ہم دوبارہ تم کو لے جائیں گے)

(۳) تیسری بار یہ پڑھیں۔ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (اور اسی مٹی سے ہم تمہیں ایک بار اور نکالیں گے) پھر قبر کو مٹی سے اچھی طرح بھر کر زمین سے ڈیڑھ بالشت اونچی کر کے ڈھلوان بنا دیں۔ اور اگر پانی بھی چھڑک دیں تو بہتر ہے۔ پھر ذراسی دیر ٹھہر کر اس کی مغفرت اور منکر نکیر کے جواب میں پورا اترنے اور ثابت قدم رہنے کی دعا کر کے اسے خدا کے سپرد کریں اور یہ خیال کرتے ہوئے واپس چلے آئیں کہ یہ ایک مہمان تھا جو اپنے اصلی وطن کو روانہ ہو گیا۔ اسی طرح ہم کو بھی ایک نہ ایک دن دنیا کو چھوڑ کر یہیں جانا ہے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ) (ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں)

چند مختلف مسائل

(۱) میت کے بدن اور کفن پر سیاہی یا کافور سے کچھ لکھنا یا کوئی چیز لکھ کر قبر یا کفن میں رکھنا جائز نہیں۔

(۲) عورت مر جائے تو شوہر کو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اسی طرح بیوی بھی اپنے شوہر کا منہ دیکھ سکتی ہے۔

(۳) میت کے سر پر پگڑی باندھنا مکروہ ہے۔

(۴) بیوی کے لئے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا اور جنازہ اٹھانا بھی بلاشبہ جائز ہے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اگر ایک یا دو کپڑوں میں کفنا دیں تو جائز ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ کفن پورا ہو۔ لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب ہو تو اس کو پورے تین اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہو تو اس کو پورے پانچ کپڑے دیئے جائیں۔

(۵) مرد کو اگر دو ہی کپڑے یعنی صرف تہ بند اور چادر یا کفنی اور چادر میں دفن کر دیا جائے تب بھی کافی ہے۔

(۶) اسی طرح تنگی کی صورت میں اگر عورت کو تین کپڑوں یعنی تہ بند چادر اور سربند میں کفنا دیں تو بھی درست ہے مگر بلا ضرورت مرد کو تین اور عورت کو پانچ سے کم کپڑے نہ دیئے جائیں۔ لاچاری و مجبوری میں جو مل جائے وہی جائز ہے۔

(۷) جو بچہ زندہ ہو کر مر گیا۔ اس کو غسل بھی دینا چاہیئے۔ کفن بھی پہنائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔ اور نام بھی ضرور رکھ دینا چاہیئے۔

(۸) اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ نماز نہ پڑھیں مگر نام رکھ دیں۔

(۹) اگر حمل گر گیا۔ اور ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان وغیرہ کا کچھ نشان نہیں بنا تو اس کو غسل بھی نہ دیں۔ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

بقیہ خطبہ

(صـ۹ سے آگے)

یا رسول اللہ۔ میں کس کی خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی۔ فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیرے باپ کی پھر اسکے بعد جو زیادہ قریب ہو۔ پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

بال بچوں کا حق

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ (رواہ الترمذی والدارمی ابن ماجہ)

(ترجمہ:- عائشہ رضہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا۔ تم سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے عیال کے حق میں تم میں سے بہتر ہو۔ اور جب تمہارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ یعنی مرنے کے بعد اس کی برائیاں بیان نہ کرو۔

ہر شخص پر رحم کرنیکی تلقین

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی)

(ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ اور ان پر رحم کرو۔ جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم کرے گا۔ جو آسمان پر ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

فضائل قرآن شریف

از جناب شیخ خدا بخش صاحب خطیب نئی آبادی جیا موسیٰ لاہور

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (سورہ حشر)

ترجمہ:۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خدا کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

مولانا شبیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے والد ماجد نے اس آیت کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے ؎

سنتے سنتے نغمہائے محفل بدعات کو!
کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونیکو ہے
اور سنوائیں تمہیں وہ نغمہ مشروع بھی!
پارہ جس کے لحن سے طور ہدیٰ ہونیکو ہے
حیف اگر تاثیر اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعًا متصدعًا ہونیکو ہے

مومنوں کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کی آئتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آئتیں اُن کے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر دیتی ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ بخلاف منافق کے کہ جب وہ قرآن سنتا ہے تو اس کی پلیدی بڑھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ بس وہ لوگ کہ جن کے قلوب میں مرض ہے۔ تو ان کی پلیدی بوجہ قرآن کے بڑھتی ہے۔ موجودہ دور میں لوگوں کو قرآن سننے میں کوئی لطف و مزہ نہیں آتا۔ بخلاف ہیر رانجھا لیلیٰ مجنوں کے حیا سوز قصے سننے اور پڑھنے میں حظ نفس حاصل ہوتا ہے۔ اور جب تک کتاب کو ختم نہ کیا جائے صبر نہیں آتا۔ دماغوں میں کفر، شرک۔ بدعت اور نفاق کی پلیدی موجود ہے۔ وہ پلیدی پاکیزگی کو کب پسند کرے گی۔

مثنوی مولانا روم میں ایک واقعہ موجود ہے دو بھائی موچی تھے۔ ایک دن ایک بھائی بازار گیا۔ وہاں ایک عطار کی دوکان کے سامنے سے گزر ہوا۔ گزرتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہاتھ پیر مارنے لگے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بس مرنے ہی والا ہے۔ عطار نے یہ ماجرا دیکھ کر عرق کیوڑا بید مشک گلاب وغیرہ منہ پر چھڑکا۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک آدمی نے دوڑ کر اس کے بھائی موچی کو اطلاع دی۔ کہ تمہارا بھائی فلاں عطار کی دوکان کے سامنے بے ہوش پڑا ہے۔ جلد جا کر خبر لو۔ اس کا بھائی مرض سمجھ گیا۔ اور اس کے مرض کے مطابق دوا لے آیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

کو بکف سرگین سگ سائیدہ بود
دارُوئے مغز پلیداں دیدہ بود

(ترجمہ:۔ کتے کا پاخانہ ہاتھ میں رگڑ لایا۔ ناپاک دماغوں کے لئے یہی علاج دیکھا تھا۔)

ناک کے سامنے ہاتھ کر دیا۔ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت قرآن شروع ہوتا ہے پلید دماغ والے بھاگ جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن سے ان کی جان منقبض ہوتی ہے اور خرافات کے سننے میں پیسے بھی خرچ کرتے ہیں اور وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔

لوگ شاکی ہیں کہ قرآن شفا نہیں کرتا۔ قرآن جب ہی فائدہ کرتا ہے کہ جب انسان میں انابت موجود ہو۔ اللہ کا کلام برحق ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:۔

تحقیق میں نے تمہارے درمیان جو چھوڑا اگر تم نے مضبوط پکڑا تو اس کے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔

آجکل گمراہی کا یہی سبب ہے کہ قرآن کو چھوڑ دیا ہے ؎

گر تو می خواہی مسلماں زیستن!
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

دنیا میں قرآن کے بغیر جینا مشکل ہے۔ جب تک مسلمان کا قرآن پر عمل رہا۔ خلافت و بادشاہت رہی جس دن سے عمل چھوڑ دیا۔ غلامی کا دور شروع ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "بیشک اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعے اقوام کو بلند کرتا ہے۔ اور جو لوگ عمل نہیں کرتے ان کو ضائع کرتا ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ "تم میں سے اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور سکھایا۔"

ترمذی شریف میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا تو اس کو ایک نیکی ملے گی۔ جو دوسرے اعمال کی دس نیکیوں کے برابر ہو گی۔

ابو داؤد میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی تعظیم میں ایک بات یہ بھی ہے کہ بوڑھے کی تعظیم کی جائے اور ایسے قرآن پڑھنے والے کی تعظیم کی جائے۔ جو نہ تو قرآن کے احکام میں زیادتی کرتا ہے۔ اور نہ بدعمل ہو۔

امام نووی شارح صحیح مسلم آداب حملة القرآن میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے:۔ اگر علماء خدا کے ولی تسلیم نہ کئے جائیں تو روئے زمین پر خدا کا کوئی ولی (دوست) نہیں ہو سکتا کہ یہ قرآن کے احکام کی اشاعت کرتے ہیں"۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ "میری اُمت کے عالموں کا مرتبہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ زمانہ میں جو لوگ پیسہ کی خاطر سجادہ نشین ہو کر اپنے مریدوں کے آگے کسی بزرگ کی ایک آدھی حکایات بیان کر کے غریب مسلمانوں کی روٹیاں توڑتے ہیں اور قرآن کی اشاعت نہیں کرتے۔ جیسا کہ بزرگان دین نے کیا تھا حالانکہ سجادہ نشین بنے ہوئے ہیں تو ایسے لوگ ولی نہیں ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

کار شیطاں می کند نامش ولی!

؎ نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد!
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

ان میں بعض نیک بھی ہوتے ہیں اُن کی نیکی سے نیکی حاصل کرنی چاہئے۔ جو بد ہیں اُن سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ:۔ "رسول اللہ بذات خود بازاروں میں کھڑے ہو کر قرآن اور احکام قرآن موافق اور مخالف لوگوں کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ اور جب کفار نے آپ کے خلاف جنگ کی تو انہیں لڑائیوں میں اسلامی لشکر کا انتظام و کمان اپنے ہاتھ میں لے کر لڑے"۔

تمام صحابہ اور علماء کا اتفاق ہے کہ فرائض کے بعد قرآن کی تلاوت تمام اوراد اور وظائف سے بہتر ہے۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم قرآن پڑھا کرو کہ یہ قیامت کے روز پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

ترمذی۔ دارمی بیہقی میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ

بقیہ شذرات

(ص ۳ سے آگے)

واضح ہو جائے کہ سب سے بہترین حقوق کی ضمانت نہ بھارت کے سیکولر نظامِ حکومت میں ہے اور نہ نام نہاد اشتراکی و سامراجی جمہوریتوں میں۔ اگر صفحۂ ہستی پر حُسنِ سلوک کا بہترین نمونہ مل سکتا ہے۔ تو وہ محض مسلمانوں کے مذہبی آئین میں ہے۔

دستور کے معزز اراکین!

سہ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرارِ بولہبی
تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

آپ نے ایک کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ ابھی اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے اللہ اور رسولؐ کی رضا کے مطابق آئین بنایا تو قوم آپ کے کارناموں پر فخر کرے گی۔ اوراقِ تاریخ پر آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا مخالفین سے نہ گھبرائیے۔ اللہ پر توکل کیجئے۔ آپ مراد مقصود پالیں گے۔ (انشاء اللہ)

کارپوریشن کی تعمیر کردہ پیشاب گاہیں

لاہور کارپوریشن شہر کے مختلف حصّوں میں پیشاب گاہیں تعمیر کرکے ایک پرانی اور اہم ضرورت کو پورا کر رہی ہے۔ اس سے ماقبل وہ شہر کے مختلف دروازوں کے باہر مردوں اور عورتوں کے لئے بیت الخلاء تعمیر کر چکی ہے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شیرانوالہ دروازہ کے باہر دو پیشاب گاہوں کی تعمیر میں کارپوریشن کے حکام اور عملہ نے ایک بنیادی غلطی کرکے دیندار مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ممکن ہے۔ یہی غلطی دوسری جگہ بھی کی ہو بیت الخلاء اور پیشاب گاہوں کی تعمیر اور پیشاب اور پاخانہ کرنے کے متعلق مسلمانوں کا اپنا مذہب ہے۔ اور اسلام نے ان کے متعلق مسلمانوں کو ضروری ہدایات دی ہیں۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ارشادات

کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:۔

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ میں جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پشت (بخاری و مسلم)

(۲) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے (مسلم)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا باپ بیٹے کے لئے ہوتا ہے۔ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ جب تم پاخانہ جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پشت۔ (ابن ماجہ۔ دارمی)

ہم کارپوریشن کے حکام کی توجہ ان ارشادات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مبذول کرکے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس غلطی کی تلافی کریں۔ جہاں پیشاب گاہیں اور بیت الخلاء تعمیر ہو چکے ہیں۔ ان میں اگر ضرورت ہو تو ترمیم کریں۔ اور جہاں ابھی تعمیر ہونی ہے وہاں اس امر کا لحاظ رکھیں۔ کہ نہ قبلہ کی طرف پشت ہو اور نہ منہ!

(ایڈیٹر)

بقیہ فضائلِ قرآن شریف

ص ۱۵ سے آگے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"خدا فرماتا ہے کہ جس کو قرآن کی تلاوت نے میری یاد سے اور مجھ سے اپنی حاجتوں کے مانگنے سے روکا تو میں تمام مانگنے والوں سے زیادہ اس کی حاجتوں اور دل کی مرادوں کو خود بخود پورا کروں گا (یعنی بے مانگے اس کو دوں گا) کیونکہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی مخلوق پر۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جس صحابی کو قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا۔ اس کا بوجہ قرآن زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ غزوہ تبوک میں بنو مالک کا جھنڈا حضرت عمارہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ حضور نے حضرت عمارہؓ سے لے کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت عمارہؓ کو فکر ہوئی کہ شاید مجھ سے کوئی غلطی صادر ہوئی یا کوئی اور وجہ ناراضگی پیش آئی۔ دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری کوئی شکایت حضور تک پہنچی ہے ارشاد فرمایا۔ یہ بات نہیں بلکہ زیدؓ قرآن شریف تم سے زیادہ پڑھا ہوا ہے۔ قرآن نے اس کو جھنڈا اٹھانے میں مقدم کر دیا۔

حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ طیبہ کے راستے میں ایک جگہ رہا کرتے تھے۔ وہاں کے آنے جانے والے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ جو لوگ مدینہ منوّرہ سے واپس آتے ہم اُن سے حالات پوچھا کرتے تھے کہ جس صاحب نے مدینہ میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے ان کا کیا حال ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا کچھ سناؤ۔ وہ قرآن شریف پڑھ کر سناتے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمان ہونے سے پہلے قرآن شریف کا بہت سا حصّہ یاد کر لیا۔ میرا باپ بھی اپنی قوم کے ساتھ چند آدمیوں سمیت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ جس شخص کو قرآن زیادہ یاد ہو۔ وہ امامت کے لئے افضل ہے۔ مجھے قرآن کافی یاد تھا اس لئے سب نے مجھے ہی امام بنایا۔ اور جنازہ اور مجمع کی حالت میں میں ہی نماز کراتا۔ غزوہ احد میں جو صحابہ کرام شہید ہوئے تھے جنہیں قرآن زیادہ یاد تھا حضور اکرمؐ انہیں قبر میں مقدم کرتے تھے۔ یہ تو حضورؐ کا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم۔ کا زمانہ تھا۔ آجکل قرآن کے پڑھے ہوئے سندیافتہ کو کون پوچھتا ہے۔ برادری والے کو مصلّٰی پر مقدم کرتے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں سہ

گر تو قرآن بریں نمط خوانی!
ببری رونق مسلمانی!

وما علینا الا البلاغ

ظلمت کے چوراہے پر

از جناب محمد یوسف خان صاحب یوسف فیروز سنز کراچی

پیشتر اس کے کہ مضمون کی ابتدا کروں۔ ناظرین کی خدمت میں یہ عرض کر دیں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں کوئی نامی مضمون نویس نہیں اور نہ ہی نام ونمود کی مجھے کوئی خواہش ہے۔ صرف زندگی کے چند تلخ تجربات اور موجودہ معاشرے کی غلط روش سے متاثر ہو کر چند معروضات گوش گذار کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔

کائنات کی تخلیق کیوں ہوئی؟ یہ ایک ایسا فلسفیانہ سوال ہے کہ بذات خود ایک لمبے چوڑے مضمون کا عنوان ہے۔ لیکن میں مختصراً اس کے جواب میں صرف یہ عرض کروں گا کہ کائنات کی تخلیق کا سب سے اولین مقصد اس ذات باری تعالیٰ کی عبادت اور اس کے قوانین کا احترام اور مکمل طور پر اس ذات برحق پر توکل ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کس حد تک اس مقصد کی تکمیل ہوئی اور کیونکر ان قوانین کا احترام کیا گیا۔ جو اس خالق دو جہاں کی طرف سے بندوں پر انھیں کی بہتری کے لئے عائد کئے گئے۔ اور کس حد تک اس ذات پر توکل کیا گیا۔ جسے خالق و رازق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

آج سے صدیوں پہلے کا زمانہ جسے مغربی تہذیب کے متوالے پسماندہ دور سے منسوب کرتے ہیں۔ اگرچہ الاتشول اور کج روشوں سے مبرا نہ تھا۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ مسلمان قوم نے تلواروں کی جھنکار میں بھی نماز سے روگردانی نہیں کی۔ ان کی عبادتوں میں خلوص تھا۔ ان کی نمازیں دکھاوے کی نمازیں نہ تھیں۔ ان کی عبادتیں دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے نہ تھیں۔ وہ لوگ محض اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے سرگرداں رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر زندگی کے صحیح مقصد کو پہچاننے کی کوشش کرتے رہے۔ یہ انھیں بابرکت ہستیوں کی انتھک کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج چہار دانگ عالم میں اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ موجودہ زمانے میں بھی اللہ کے نام لیواؤں میں اس کے فضل وکرم سے کمی نہیں اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک اس کے نام کا ورد جاری وساری رہے گا لیکن اکثریت ہم میں سے ایسے لوگوں کی ہے۔ جو کہ مغربی تہذیب کا اثر اس قدر قبول کر چکے ہیں کہ مکمل طور پر نماز سے روگرداں ہیں۔ آپ یقین نہیں کریں گے۔ میں سچ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری سوسائٹی میں ایسے حضرات بھی موجود ہیں جو کہ نماز کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ اف! دنیا میں ایسے کس قدر افسوس اور ندامت کا مقام ہے کیا کوئی ذی شعور انسان اس قسم کے ترقی یافتہ نوجوانوں کے زمانے کو ترقی یافتہ دور کہہ سکتا ہے۔ سائنس کی رنگارنگ بوالعجبیوں سے متاثر ہو کر خدا اور اس کے رسول کو بھلا دینا کیا ترقی پسندی کی دلیل ہے؟ صرف دنیاوی ترقیوں سے زندگی کے اصل مفہوم کی تکمیل ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مغربی تہذیب کے متوالو! یاد رکھو۔ ظلمت کے اس چوراہے پر تم کھڑے ہو۔ جہاں سے ہزاروں پگڈنڈیاں بربادی اور تباہی کی غاروں کی راہ نمائی کرتی ہیں۔ تمہیں فخر کرنا چاہیئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے ہو۔ جنہوں نے اپنی امت کی خاطر لاکھوں مصیبتیں برداشت کیں اور آخری وقت بھی امتی امتی پکارتے رہے خوش نصیب ہو تم کہ رسول مقبول کا کلمہ پڑھنے والوں کے گھر میں تم نے جنم لیا۔ ماضی کی تاریخ اٹھا کر سبق حاصل کرو۔ اور خود ہی موازنہ کرو کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اس قدر تابناک عروج سے قعر مذلت میں گرے ہوئے ہو۔

اللہ تعالےٰ کے احکام کا احترام

خالق نے مخلوق کی بہتری کے لئے قرآن کریم میں جو احکام صادر فرمائے ہیں۔ دنیا ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ موجودہ اسلامی مملکتوں کے حالات پر طائرانہ نظر ڈالیئے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہر ملک سراسیمگی۔ خوف وہراس پریشانی۔ بے اعتمادی اور اقتصادی بدحالی کا شکار ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اصل راستہ سے بھٹک چکے ہیں اس ذات باری تعالیٰ کے قوانین کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ ایک معمولی سی مثال ہے کہ سڑک پر چلتے ہوئے ذرا سی لغزش ہو جائے تو فوراً چالان میں دھر لئے جاتے ہیں یا کسی موٹر یا ٹرک کی زد میں آ کر ہم لوگ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ کے قوانین کی خلاف ورزی کا کوئی ردعمل نہ ہوگا؟ پروردگار کی طرف سے زندگی بسر کرنے کے لئے اس قدر شاندار پروگرام ہمارے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو تمام دنیا پر حکومت کریں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم اپنی اصل راہ سے بھٹک کر دوسروں کی تقلید پر کمربستہ ہیں۔ اور آج تک انھیں لوگوں کے دست نگر ہیں۔ یہ سب اسلام سے بے تعلقی اور اسلامی تعلیمات سے بے توجہی کا نتیجہ ہے

توکل: اسلامی تعلیمات قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ہمیں صاف کہا گیا ہے کہ خداوند قدوس کے سوا کوئی اور سہارا نہ ڈھونڈھو۔ لیکن آج معاملہ ننانوے فیصدی اس کے برعکس ہے۔ کسی ظالم اور جابر حاکم کے سامنے کلمۃ الحق کہنے کی جرأت بالکل مفقود ہو چکی ہے۔

دنیاوی آقاؤں کے اشاروں پر ہم چاہے تمام عمر ناچتے رہیں۔ اور ان کی رضامندی کے لئے دن رات دست بستہ کھڑے رہیں لیکن ان آقاؤں کے خالق کے دربار میں چند لمحات گذارنا ہمارے لئے ایک کٹھن منزل طے کرنے کے مترادف ہے۔ ہمارے اعتقاد اس قدر متزلزل ہو چکے ہیں۔ کہ ان دنیاوی آقاؤں کے غلط اور مبنی بر ظلم احکام کی خلاف ورزی بھی ہمارے بس کا روگ نہیں۔ فوراً دماغ پر یہ بات مسلط ہو جاتی ہے کہ اگر ان کی دلجوئی نہ کی گئی اور ان کے ہر اشارے پر چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو لبیک نہ کہا گیا تو ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑے گا۔ بچوں کا کیا حال ہوگا۔ کھائیں گے کیا؟ اور آئندہ کیا ہوگا؟ لیکن ہم نے یہ سوچنے کی کبھی زحمت گوارا نہیں کی۔ کہ ان دنیاوی حاکموں کو پیدا کرنے والے کے احکام کی خلاف ورزی کی سزا کس قدر سنگین ہوگی۔ وہ تو غفور الرحیم جو ٹھہرا۔ بالآخر جانا تو اسی کے روبرو ہے۔ یہ دنیاوی آقا اس منزل میں ساتھ نہ دے سکیں گے۔ غیر اللہ پر توکل ایمان کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ ہمارے معاشرے کی غلط اور غیر اسلامی تربیت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اکثریت کا توکل غیر اللہ پر ہے۔ انھیں کے سہارے ان کا مرنا۔ جینا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا ہے۔ کوئی شخص اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا۔

دور نہ جایئے۔ اپنے ہی ملک کے حالات کا جائزہ لیجئے۔ ہم میں سے ہر شخص خواہ وہ کسی بھی شعبہ سے متعلق ہو۔ مزدور ہو یا مالک۔ ماسٹر ہو یا کسی دفتر کا کلرک۔ تاجر ہو یا کاشتکار کس ڈگر پر گامزن ہے۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے۔ انسانی ہمدردی۔ اخلاق آپس میں اتفاق اور محبت بالکل مفقود۔ ہر شعبے میں ہر شخص کا نظریہ صرف اپنے مفاد میں مضمر ہے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ میں جائز ناجائز طریقے سے اپنا گھر بھر لوں دوسرے محتاج ہوں۔ اُن کی بلا سے اگر ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا کام قومی مفاد کے پیش نظر سرانجام دے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکیں۔

اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے از حد افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بحیثیت ایک کارکن کے تقریباً دس بارہ برس کے تلخ تجربہ کے بعد میں نے اپنے ملک کے بیشتر کارخانوں میں مزدوروں اور مالکان میں بہت بُعد پایا ہے۔ کارخانے کے مالکان اپنے ملازمین کو چور بددیانت۔ اور اپنا دشمن تصور کرتے ہیں اور مزدور مالکان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ تقریباً ہر کارخانے میں یہ حالت بدرجہ اتم موجود ہے۔ خواہ وہ کارخانہ کسی بھی صنعت سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ میری نظر میں اس معاملہ میں دونوں فریق اپنی جگہ پر حق بجانب بھی ہیں۔ اور مورد الزام بھی۔

مالکان اس لئے حق بجانب ہیں کہ ایک کاریگر جب

ایک مشاہرہ پر تصفیہ کرکے کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد اس کے دماغ میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے یا تخریب پسند عناصر کی طرف سے جاگزیں کرائی جاتی ہے کہ اور امیری مزدوری اور محنتوں سے مالک کو دگنا تگنا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور میرا پیٹ بھی نہیں پلتا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرے اور مالکان پر ثابت کرے کہ وہ ان کے کارخانے کے لئے ایک مفید فرد ہے۔ وہ کام میں چوری شروع کر دیتا ہے۔ اور مالک کے نقصان کے درپے ہو جاتا ہے۔ خدا پر مکمل توکل اسے نہیں ہوتا۔ بلکہ اسی مالک کے عطا کردہ ماہوار مشاہرہ پر اسے توکل ہوتا ہے۔ بات ان کے منہ پر کہنے سے گھبراتا ہے۔ اپنی صلاحیتوں اور محنتوں کا مظاہرہ کرکے اپنا جائز مطالبہ پیش کرنے سے درگزر کرتا رہتا ہے۔ اور وقت کا انتظار کئے بغیر کام میں چوری کا مرتکب بنتا ہے۔ بالآخر اسے خود بھی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر خدا پر توکل کرے محنت۔ دیانتداری۔ قومی مفاد کے نظریہ سے اپنا کام باقاعدگی سے کئے جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مزدور اور مالک میں بُعد پیدا ہو۔

مزدور حق بجانب اس لئے ہے کہ وہ چاہے لاکھ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرے اپنی ایمانداری کا ثبوت دے۔ اکثریت پھر بھی ایسے مالکان کی ہے جنہیں صرف اپنا مفاد اور افراط زر ہی پیش نظر ہے۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ سب سے پہلے خداوند قدوس پر مکمل توکل ہو اس کے بعد ہر شخص خواہ وہ کسی بھی شعبہ میں جس کام پر مامور ہو۔ قومی مفاد کی سطح پر اپنا اپنا کام ایمانداری سے سرانجام دیتا چلا جائے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ ملک کے حالات دنوں میں قابل رشک ہو سکتے ہیں۔

ہر فرد کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے جس کام کو بھی وہ کرتا ہو۔ اپنا سمجھ کر کرے۔ اگر اس کے کام کے نتائج فائدے کی صورت میں رونما ہوں۔ تو اسے اپنا فائدہ سمجھے اور اگر نقصان کی صورت میں ہوں تو اسے اپنا نقصان تصور کرے۔ ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارے معاشرے کی تمام تر خرابیوں کی ذمہ داری والدین کی غلط پرورش اور تعلیم حاصل کرنے کے غلط مفہوم پر مبنی ہے بچے کی پیدائش کے وقت سے لے کر سن بلوغیت تک والدین پر درجہ بدرجہ چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اگر والدین ان ذمہ داریوں سے صحیح طریقہ سے عہدہ برآ ہو جائیں تو آنے والی نسلوں کے سدھر جانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ وگرنہ ؎

تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

بچے کی پیدائش پر اس کا نام ایسا تجویز کیا جائے کہ بڑا ہو کر وہ بجا طور پر اپنے نام پر فخر کر سکے۔ اور اپنا نام پکارے جانے پر احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔ اس کو اسلامی اور دنیاوی تعلیم کی رغبت دلائی جائے۔ پھر بچے کا میلان طبع معلوم کرے کہ کس شعبہ سے اسے زیادہ مناسبت ہے۔ اسے تعلیم اس نظریہ سے نہ دلائی جائے کہ میٹرک کے بعد اسے کلرکی کرنا ہے یا مشکوٰۃ شریف اور ترمذی شریف کے مطالعہ کے بعد اسے امام مسجد بننا ہے۔ بلکہ انسانیت کے زیور سے مزین ہونے کے لئے اچھے برے میں تمیز کرنے کے لئے اور زمانے کے اونچ نیچ کو باسانی سمجھنے کے لئے اسے تعلیم دلائی جائے۔

آخر میں بارگاہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ اللہ کریم اسلام کی سچی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کرے اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم ملک و ملت کی بطریق احسن خدمات سرانجام دے سکیں اور اپنی عاقبت سنوارنے کا بھی خاطر خواہ انتظام کر سکیں۔ آمین ثم آمین!

بچوں کا صفحہ

بقیہ اخبات

صـ۱۹ سے آگے

میں کھڑا ہوں۔ یا ایک حاجت مند سوالی ہوں۔ جو ایک بہت بڑے سخی کے دروازے پر کھڑا ہے وہ جوں جوں غور کرتا ہے۔ توں توں خداوند تعالےٰ کی نعمتیں اپنے لئے جانتا ہے۔ چنانچہ وہ خداوند تعالیٰ کو اپنا حقیقی پالنہار، بادشاہ اور معبود سمجھتا ہے۔

آخر کیوں نہ سمجھے جب ایک لڑکا اپنے باپ کو دیکھتا ہے کہ وہ اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آتا ہے تو وہ اپنے تئیں اس کا فرمانبردار بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنے اُستاد کو دیکھتا ہے اس سے اُسے بڑا فیض حاصل ہو رہا ہے۔ اس کی جہالت دُور ہو رہی ہے۔ تو وہ اپنے استاد کا فرمانبردار شاگرد بننے کی کوشش کرتا ہے۔

جب وہ قادر مطلق کی قدرتوں پر غور کرتا ہے۔ تو وہ اسے سب سے زیادہ مہربان پاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے سامنے نماز میں نہایت عاجزی کے ساتھ کم از کم پانچ وقت نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ خدا کے کلام پاک کی آئتیں جب وہ سنتا ہے تو اس کی ایمانی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر وہ اسی پر اور صرف اسی پہ بھروسہ کرتا ہے۔ وہ صرف اسی سے ڈرتا ہے۔ اور اسی کو حاجت روا مانتا ہے۔ ہر حال میں اس کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے۔

وہ نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے تئیں خداوند تعالےٰ کے سپرد کرتا ہے۔ یہ اخبات ہے۔ وہ اپنے حقیقی آقا اپنے اصلی مالک کے ہر حکم کو پوری خواہش کے ساتھ کیوں نہ مانے گا۔ مانے گا اور ضرور مانے گا۔ وہ ہر حکم پر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی غلامی اور بندگی کا پورا ثبوت دے گا۔ اخبات کے یہی معنی ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے رہنا۔

اخبات کا نتیجہ

اللہ تعالےٰ کے مقرب فرشتوں کا ہر وقت دھیان اللہ تعالےٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ اس کی بڑائی اور بزرگی پر غور کرتے رہتے ہیں۔ اور اسی کی پاکیزگی بیان کرنے اور تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ انسان بھی جب اخبات کی خصلت اپنے اندر پوری طرح پیدا کر لیتا ہے تو اس میں یہ قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اندر علمی اور عملی قوت پاتا ہے۔ اور اس قوت کے کمال کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ جب انسان کے دل میں انتہائی عاجزی اور خوف پیدا ہوتا ہے تو اس شخص کے نفس اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ جس کے راستے سے اس شخص پر ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے مختلف علم اور خدا شناسی کی باتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور خدا کے جلووں کے ذریعے ظاہر ہوتی ہیں خداوند تعالیٰ کی پہچان کی باتیں اس کے ذہن میں آتی ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ سے اس کا براہ راست تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ دہلوی پر اللہ کی رحمت ہو۔ جنہوں نے پہلے لوگوں کی ان مسئلوں اور نظریوں کو زیادہ واضح کیا جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور اسے راضی کرنے کا ذریعہ بنیں۔ حضرت امام نے نئے سرے سے خدا اور اس کے پیارے رسول کی پیاری پیاری باتوں کی بنیادیں رکھیں اور ان پر پوری عمارت کھڑی کر دی۔ خداوند تعالیٰ ہمیں حضرت امام کی باتیں سمجھنے کی توفیق دے۔ جن سے ہم خدا اور رسول کی باتیں سمجھتے ہیں اور دونوں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

بچوں کا صفحہ

اِخبات

از جناب کیپٹن غازی خدا بخش صاحب صدر ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

عزیز نونہالو! ۲۵ر نومبر کے ہفت روزہ "خدام الدین" میں ہم نے طہارت کی خصلت ہی کے متعلق لکھا تھا۔ لیکن آج ہم دوسری خصلت کے متعلق حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کے خیالات و فلسفہ کی روشنی میں عرض کرتے ہیں۔

اس بات پر غور کرو کہ جب تم پیدا ہوئے تمہاری ماں نے کس محبت و مشقت سے تمہیں پالا پو سا۔ باپ نے کس گاڑھے پسینے کی کمائی سے تمہاری اور تمہاری ماں کی ضروریات کو مہیا کیا۔ اور جب تک جوان ہو کر کمانے کے قابل نہیں ہوتے۔ وہ دونو اپنے اپنے فرض کو بجا لاتے رہیں گے۔ تمہارے سکھ میں ان کے لئے سکھ ہے۔ اور تمہارے دکھ میں ان کے لئے دُکھ ہے۔ ماں تو ہر وقت تمہیں خوش و خرم دیکھنا چاہتی ہے۔ باپ تمہیں محنت کی طرف مائل کرتا ہے۔ تاکہ تم آئندہ زندگی چین سے بسر کر سکو۔

جب یہ بات تمہارے ذہن نشین ہو گئی کہ ماں باپ تمہارے خیر خواہ ہیں۔ تو پھر تم میں یہ خواہش پیدا نہ ہو گی۔ کہ ہم بھی ماں باپ کے ساتھ بھلائی کریں۔ تم اچھے بچے ہوگے تو یقیناً یہ خواہش پیدا ہو گی۔ اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا وہ دونو بوڑھے ہو جائیں گے تو تم انھیں کبھی اُف تک نہ کہوگے نہ کبھی انہیں جھڑکو گے۔ بلکہ ہمیشہ ان کے سامنے ادب کے ساتھ بات کروگے۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہوگے۔ اور کہوگے۔ اے میرے ربّ! جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

تم ماں باپ کی نافرمانی کو بہت بڑا گناہ سمجھوگے۔ ان کے کھانے اور لباس کا خیال رکھوگے انھیں جب تمہاری خدمت کی ضرورت ہو گی۔ تم خدمت کے لئے حاضر ہوگے۔ وہ بلائیں گے تو فوراً ان کی آواز پر کان دھروگے۔ اور جواب دوگے۔ جب وہ کسی بات کا حکم دیں گے۔ اگر وہ گناہ کی بات نہ ہو گی۔ تو تم ان کے حکم کو مانوگے۔ کثرت سے اُن کے پاس آتے جاتے رہوگے۔ نرمی کے ساتھ بات چیت کروگے۔ ہوں تک نہ کہوگے۔ ان کا نام لے کر نہ پکاروگے۔ ان کے پیچھے پیچھے چلوگے۔ اگر کوئی ان کا عیب نکالے یا انھیں دکھ پہنچائے۔ تو تم اس کی روک تھام کروگے۔ اٹھنے بیٹھنے میں ان کی عزت کا خیال رکھوگے۔ ان کی بخشش کے لئے دعائیں مانگوگے۔

لیکن جب ذرا زیادہ غور سے کام لوگے۔ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ایک اور انسان ہے۔ جو بڑا ہی خوش خلق ہے۔ ہر انسان کی تکلیف اس پر بھاری ہے۔ وہ دل سے ہر ایک کی بھلائی چاہنے کا بہت خواہشمند ہے۔ ایمان داروں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ وہ نہ تو تند خو ہے اور نہ سخت دل ہے۔ اس کے خون کے پیاسے دشمن جب ہدایت نہیں پاتے۔ تو وہ بے حد غم کھاتا ہے۔ وہ کون ہے؟ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جن کی ہم اُمت ہیں۔ جب انھیں اتنی خوبیوں والا پاؤ گے تو پھر تم کہوگے۔ وہ تو ہمیں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ ہم انکی فرمانبرداری کرینگے اور ان کے ہر فیصلے کو خوشی سے مانیں گے۔ کیونکہ وہ لوگوں میں انصاف کرتے ہیں۔

عزیزو! جب اس سے بھی زیادہ غور کروگے تو سب سے زیادہ محبت اپنے دل میں خداوند تعالےٰ کی پاؤگے۔ کیونکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ آسمان اور زمین کی کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں۔ لہٰذا ہم سجدہ اسی کو کریں گے۔ اور بندگی بھی اسی کی کریں گے۔ اس کی ہم پر اتنی نعمتیں ہیں کہ ہم ان نعمتوں کو گن بھی نہیں سکتے۔ ہم اس کے سامنے بالکل عاجز ہیں۔

ہر وقت اپنے دل کی آنکھ اس کی طرف لگائے رکھیں۔ جب ہماری طبیعت کو کوئی چیز پریشان نہ کر رہی ہو گی۔ وہ بالکل صاف ہو گی۔ اور ہمارے سامنے قرآن حکیم کی آیتیں پڑھی جائیں گی۔ خدا کی پاک صفتوں کا بیان ہو گا۔ ہم انھیں غور سے سن رہے ہوں گے۔ اور ان پر غور کر رہے ہوںگے تو ہماری روح میں بیداری پیدا ہو رہی ہو گی۔ ہمارے جسم اور جسم کی تمام قوتیں خداوند تعالےٰ کی بڑائی کے سامنے عاجزی سے جھک رہی ہوں گی۔ ہم اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ کی طرف مائل پا رہے ہوں گے۔

ہماری حالت کچھ اس طرح ہو گی جس طرح ایک گنوار کو پکڑ کر کسی زبردست حاکم کی عدالت میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ حیران اور سکا ںکا رہ جاتا ہے۔ حاکم کو سمجھ رہا ہے کہ وہی سزا دینے والا ہے اور وہی جزا دینے والا ہے۔ ہر بات کی قدرت اسے ہی کو ہے۔ جب وہ گنوار انسان حیرانی اور دہشت کے مقام سے گزر کر نچلے مقام میں آتا ہے۔ تو اس کی حیرانی اور عاجزی، نیازمندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں ایک غلام ہوں اور اپنے آقا کی خدمت

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۴۷
ایڈیٹر:۔
عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

ھدیہ خدمت
سالانہ ..... ۵ روپے
ششماہی ..... ۳ روپے
فی پرچہ ..... چار آنے
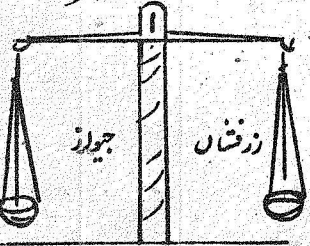
—— کراچی ۔ ۸ر جنوری ۔ آج کانسٹی ٹیوشن بل شائع کر دیا گیا۔ آئین کا یہ مسودہ کل سہ پہر دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ مسودہ آئین کے مطابق پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہوگا۔ جس کے صدر اور نائب صدر دونوں مسلمان ہوں گے۔ آئین کا یہ مسودہ قرارداد مقاصد پر مبنی ہے۔ اور آئین کے دیباچہ میں یہ قرارداد شامل کر دی گئی ہے۔ پاکستان میں کوئی ایسا قانون منظور نہیں کیا جائے گا۔ جو قرآن اور سنت نبویؐ کے منافی ہو۔

—— کراچی ۔ ۸ر جنوری ۔ حکومت کے قریبی حلقوں نے آج یہاں بتایا ہے کہ پاکستان جمہوریہ بننے کے بعد بھی دولت مشترکہ کا رکن رہے گا۔

—— کراچی ۔ ۹ر جنوری ۔ آج وزیر قانون مسٹر آئی ۔ آئی چندریگر نے مسودہ آئین دستور ساز اسمبلی میں پیش کر دیا۔

—— ڈھاکہ ۔ ۹ر جنوری ۔ پاکستان کانگرس پارٹی نے آج رات متحدہ محاذ کی حمایت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ ہے۔ اب یہ پارٹی مرکز میں حزب مخالف کی حیثیت سے کام کرے گی۔

—— کراچی ۔ ۱۰ر جنوری ۔ وزیر اعظم محمد علی اور ان کے رفقا کو ملک کے ہر گوشے سے مبارک باد کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ کہ انہوں نے چار ماہ کے قلیل عرصہ میں وہ کارنامہ انجام دیا جو ان کے پیشرو آٹھ سال سے زائد مدت میں بھی انجام نہ دے سکے۔ ان پیغامات میں مسودہ آئین کو موجودہ حالات میں "بہترین" قرار دیا گیا ہے۔

—— کراچی ۔ ۱۲ر جنوری ۔ عرب ملکوں کے کئی مدبروں نے پاکستان کے مسودہ آئین کا خیر مقدم کیا ہے۔

—— لاہور ۔ ۱۲ر جنوری ۔ مغربی پاکستان کی عبوری اسمبلی کے انتخابات کے سلسلے میں آج ۲۷۹ نشستوں کے لئے تقریباً چھ سو امیدواروں نے کاغذات نامزدگی داخل کئے

—— لاہور ۔ ۱۳ر جنوری ۔ مغربی پاکستان کی عبوری اسمبلی کے انتخاب کے سلسلہ میں آج کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کی گئی ۔ ۱۹ امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہو گئے

—— کراچی ۔ ۱۳ر جنوری ۔ کچھ اور عرب لیڈروں، سیاسی جماعتوں اور عوامی رہنماؤں نے مسودہ آئین کا خیر مقدم کیا ہے۔ سعودی عرب میں عراق کے سفیر نے اسے دور حاضر کا سب سے اہم واقعہ قرار دیا۔ اور جدہ میں اردن کے ناظم الامور نے کہا کہ اس سے دوسرے ملکوں کی فلاح کا راستہ کھل جائے گا

—— راولپنڈی ۔ ۱۴ر جنوری ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پچھلے دنوں بخشی غلام محمد کی کار پر کچھ اشخاص نے گولیاں چلائیں ۔ اس سلسلے میں سو سے زائد اشخاص کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا ہے۔

—— لندن ۔ (ہوائی ڈاک سے) "ٹائمز" لندن نے ایک مضمون میں لکھا ہے ۔ کہ اگر کشمیر میں استصواب کرایا جائے ۔ تو عام اندازہ کے مطابق ساٹھ فی صد ووٹ پاکستان کو ملیں گے ۔ اور نتیجہ پاکستان کے حق میں رہے گا۔

—— قاہرہ ۔ ۱۲ر جنوری ۔ مصری کابینہ نے ملک کا مسودہ آئین منظور کر لیا ہے۔

—— نئی دہلی ۔ یکم جنوری ۔ مقبوضہ کشمیر کے محاذ رائے شماری نے بلدیاتی انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے۔

—— فیض ۔ ۲ر جنوری ۔ مراکش میں فرانسیسی حفاظتی فوج کے حکام نے بتایا ہے کہ کوہستان رلیف کے علاقے میں قوم پرست مجاہدین نے حملہ کر کے دو فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— نئی دہلی ۔ ۲ر جنوری ۔ معلوم ہوا ہے کہ ناگا قوم پرستوں نے بھارتی فوج کے خلاف اپنی مہم تیز تر کر دی ہے۔

—— طہران ۔ ۳ر جنوری ۔ ایران کے صوبہ کاشان کے عوام نے ایک قرارداد کے ذریعے بے گناہ کشمیریوں پر بھارتی تشدد کے خلاف نفرت اور مذمت کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

—— قاہرہ ۔ ۶ر جنوری ۔ مصر کے مفتی اعظم نے آج بیان کیا ہے کہ جب تک فلسطین مہاجر اپنے گھروں اور زمینوں پر واپس نہیں جاتے ۔ اور اسرائیلی فوجیں عرب علاقہ خالی نہیں کر دیتیں ۔ اسرائیل کے ساتھ امن کا سمجھوتہ ناممکن ہے۔

—— نئی دہلی ۔ ۷ر جنوری ۔ باوثوق ذرائع کی اطلاع کے مطابق حکومت افغانستان کا ایک تجارتی مشن دہلی میں بھارتی حکومت سے اسلحہ کی خرید کے لئے بات چیت کرے گا۔

—— لندن ۔ ۸ر جنوری ۔ اردن میں ہنگامی صورت حال کے اعلان کے بعد حکومت نے عمان اور بیت المقدس کے شہروں میں کرفیو نافذ کر دیا ہے ۔ دریں اثنا معاہدہ بغداد کے خلاف مظاہرے آج بھی جاری رہے ۔ مظاہرین اور پولیس میں کئی جگہ جھڑپیں ہوئیں

—— لندن ۔ ۹ر جنوری ۔ برطانوی حکام نے مسودہ آئین پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ۔ کیونکہ آئین ابھی مسودہ کی شکل میں ہے۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)